بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمال و حُسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

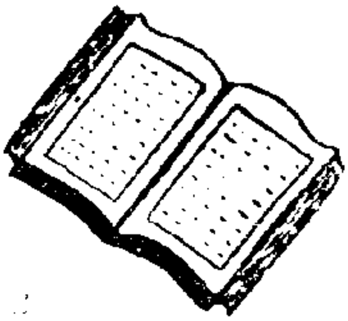

فون ٦٩٢

الفرقان

یعنی

"مذاہبِ عالم پر نظر"

دسمبر ۱۹۷۲ء

سالانہ اشتراک
پاکستان — سات روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک — ۱ پونڈ
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — ۲ پونڈ
فی پرچہ پاکستان — ستر پیسے

مدیر مسئول
ابوالعطاء جالندھری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۲۲ شمارہ ۱۲	الفرقان دسمبر ۱۹۷۲ء	ذوالقعدہ ۱۳۹۲ ہجری قمری فتح ۱۳۵۱ ہجری شمسی

الفہرست

ضروری گزارش

(۱) اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس شمارہ کے ساتھ ماہنامہ الفرقان کے بائیس ۲۲ سال پورے ہو گئے ہیں — والحمد للہ [illegible] تیئیسویں ۲۳ سال کا آغاز ہوگا [illegible]

(۲) الفرقان [illegible]

[illegible]

ابوالعطاء جالندھری

ربوہ

- حضرت نوحؑ سے ان کی قوم کا سوال — ادارہ
- [illegible] کے [illegible] اسلام کا تقرر — "
- شذرات — "
- نعت [illegible] — جناب [illegible]
- القرآن — سورۃ الانعام [illegible] — ادارہ
- درس الحدیث — "
- [illegible] حضرت [illegible]
- [illegible] کے [illegible] — مولانا [illegible]
- [illegible]
- [illegible] — جناب [illegible] صاحب
- [illegible] (نظم) — جناب [illegible] صاحب
- [illegible] (نظم) — جناب [illegible]
- [illegible] (نظم) — جناب [illegible] صاحب
- [illegible] (نظم) — جناب [illegible] صاحب
- تبلیغ کے میدان میں — جناب مولوی [illegible] صاحب
- [illegible] — جناب [illegible] صاحب
- مقام [illegible] حضرت [illegible] — جناب [illegible]
- حضرت [illegible] — جناب مولانا [illegible] صاحب
- [illegible]
- حضرت [illegible]
- [illegible]
- [illegible] — جناب [illegible]
- [illegible]

(از ادیب)

حضرت نوحؑ سے قوم کا سلوک

غفلت پہ غافلوں کی روتے رہے ہیں مرسل
اب اس زماں میں لوگو! نوحہ نیا یہی ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے تو بعض جگہ یہ فرمایا کہ ان واقعات کا ذکر آنحضرتؐ کے لئے بطور عبرت بیان ہوا ہے جیسا کہ وہ پیشگوئی قرآن مجید میں آتی ہے ... صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہلوایا گیا مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (الاحقاف ع) کہ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں۔ پھر فرمایا۔ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ (حٰم السجدہ ع) کہ اے رسول! تجھے وہی باتیں کہی جائیں گی جو پہلے نبیوں کو کہی گئیں اور تجھ پر وہی اعتراض کئے جائیں گے جو تجھ سے پہلے رسولوں پر کئے گئے تھے۔ گویا نبیوں کا معاملہ اپنے اندر یکسانیت رکھتا ہے اور ان کے مکذبین اور منکرین بھی اپنے قال و حال میں باہم متشابہ ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کو اول المرسلین کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے ذریعہ سے تمدن کی ابتدائی بنیاد پڑی تھی۔ ان کی بعثت کے وقت ان کی قوم بت پرستی میں مبتلا ہو چکی تھی۔ وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر وغیرہ ان کے مشہور بت تھے۔ حضرت نوحؑ ان کے لئے تو ... صرف کر ... رہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو توحید کی تعلیم دینے میں دن رات ایک کر دیئے۔ انہوں نے ہر طرح انہیں سمجھایا مگر قوم کے اکابر ان کی آواز کے شنوا نہ ہوئے بلکہ سنت اللہ کے مطابق چند نیک غریب لوگوں کو حضرت نوحؑ پر ایمان لانے کی سعادت حاصل ہوئی ان پر بھی طعن کیا کہ یہ تو رذیل اور بے سمجھ لوگ ہیں۔ ان کا ایمان لانا کیا معنے رکھتا ہے دیکھئے منکرین کیسے متکبرانہ انداز میں کہتے ہیں أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ (الشعراء ع)

قوم کے لوگ حضرت نوحؑ سے تمسخر کرتے تھے

انہیں اپنی زبان سے نصیحتوں کو برا کہا ... سمجھتے تھے انہوں نے حضرت نوحؑ اور ان کے متبعین کی زندگی کو اجیرن کر دیا تھا۔ حضرت نوحؑ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے پیغام حق پہنچانے میں منہمک رہے۔ دشمنوں کا کوئی حیلہ اور ان کا کوئی مکر حضرت نوحؑ کے راستہ کو روک نہ سکا۔

حق میں بڑی طاقت ہوتی ہے اسلئے حضرت نوحؑ کی قوت دن بدن بڑھ رہی تھی جب دشمنوں نے محسوس کیا کہ ان کے سارے حربے ناکام ہو گئے ہیں اور ان کی سب تدبیریں بیکار ثابت ہوئی ہیں تو انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کو آخری چیلنج دے دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ○ (الشعراء ع) ان لوگوں نے کہا کہ اے نوح! اگر اب تو اپنی تبلیغ سے باز نہ آیا تو یاد رکھنا کہ ہم تجھے سنگسار کرکے چھوڑیں گے۔

حضرت نوحؑ خدا کے فرستادہ تھے وہ اپنی مرضی سے تو کھڑے نہ ہوئے تھے اسلئے ان کے تبلیغ کو ترک کر دینے کا تو کوئی سوال ہی نہ تھا البتہ قوم کے اس چیلنج پر وہ آستانہ الٰہی پر گر گئے۔ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ○ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (الشعراء ع) اور عرض کیا کہ پروردگارا! میری قوم نے مجھے بری طرح جھٹلا دیا ہے۔ اب تو میرے اور ان کے درمیان کھلا فیصلہ فرما اور مجھے اور میرے ساتھ کے مومنوں کو ان کے شر سے نجات عطا فرما!

جب قوم پر ہر پہلو سے اتمام حجت ہو گئی اور حضرت نوحؑ نے باذن الٰہی قوم کی تباہی کے لئے دعا کی تو پھر ایک ہولناک طوفان آیا اور قوم نوحؑ تباہ و برباد ہو گئی۔ حضرت نوحؑ اور ان کے ساتھی کمزور مومن کشتی کے ذریعہ معجزانہ طور پر بچائے گئے۔

حضرت نوحؑ کے واقعات عبرت انگیز ہیں۔ حضرت نوحؑ کے مکذبین کا وطیرہ اور ان کے بداعمال تاریخ کے صفحات میں مذکور ہیں۔ —— قوم نوحؑ نے تکبر سے خدا کے فرستادہ کو ٹھکرا دیا۔ اس کی محبت بھری تبلیغ پر کان نہ دھرے۔ اس کے ساتھیوں کو ذلیل ٹھہرایا۔ اور ہر طرح سے ان پر زندگی کو تنگ کر دیا۔ آخر حضرت نوحؑ کو سنگسار کرنے کے درپے ہو گئے۔ مگر انجام یہ ہوا کہ منکرین نیست و نابود ہو گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام زندہ و سلامت رہے۔ ان کے ساتھی بچائے گئے۔ اور حضرت نوحؑ ہمیشہ ہمیش کے لئے سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ کے مصداق بن گئے۔

کیا ان حالات میں قرآن مجید پڑھنے والوں کے لئے کوئی سبق نہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما چکے ہیں ؎

غفلت پہ غافلوں کی روتے رہے ہیں مرسل
اب اس زماں میں لوگو! نوحہ نیا یہی ہے

انگلستان کے لئے افریقی مبلغ اسلام کا تقرر

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ (القصص ع)

تحریک احمدیت کے اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہونے کا یہ کتنا واضح ثبوت ہے کہ آغاز اسلام کی طرح اس تحریک کے ذریعہ بھی کمزور افراد، حقیر سمجھی جانے والی قوموں اور پسماندہ علاقوں کے لئے ترقی و رفعت کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ القصص کی آیت وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ میں موسوی بعثت کا بنیادی مقصد یہ قرار دیا ہے کہ کمزوروں پر اللہ تعالیٰ خاص انعام کرنا چاہتا ہے۔

احمدیت کے ظہور پر پون صدی بیت چکی ہے اس عرصہ میں اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بے انت کمزوروں کی دستگیری فرمائی ہے حقیر سمجھے جانے والے سینکڑوں ہزاروں مومنوں کو غیر معمولی عظمت بخشی ہے اور متعدد پسماندہ علاقے جو نور احمدیت سے منور ہو گئے ان کی سربلندی کے خاص سامان فرمائے ہیں۔ دیکھنے والی آنکھوں اور سوچنے والے دلوں کے لئے اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

ایک تازہ ترین مثال ہمارے عزیز بھائی مولوی عبدالوہاب بن آدم مبلغ احمدیت کی ہے۔ یہ نوجوان افریقہ کے ملک غانا میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ربوہ کی جامعۃ المبشرین میں داخل ہوا۔ دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد قریباً چودہ برس تک اپنے ملک میں اعلاء کلمۃ اللہ کا فریضہ سرانجام دیتا رہا۔ امسال اس نے چند ماہ پھر ربوہ میں گزارے۔ اس دوران کئی مقامات پر جلسوں وغیرہ میں اس نے تقاریر کیں۔ اس کا خلوص، اس کی نیکی اور جذبۂ خدمت دین نہایت نمایاں ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے امسال موسم گرما میں ایک موقعہ پر اپنی غیر حاضری میں انہیں ربوہ میں امیر مقامی بھی مقرر فرمایا اور اب ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو انگلستان میں خدمت اسلام کے لئے بھجوایا گیا ہے تا احمدیت کا یہ بلالِ مغرب کے سفید فام لوگوں کو توحید کی دعوت دے اور اس کا وجود احمدیت کی صداقت کا ایک اور درخشندہ ثبوت ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ہونہار نوجوان کو مقبول بارگاہ ایزدی خدمت دین کی توفیق بخشے ـــــ آمین یارب العلمین ٭

(نوٹ:۔ فوٹو ٹائیٹل صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

شذرات

۱۔ نوّے فیصد مسلمان اسلامی شعور سے محروم ہیں

مدیر "المنبر" لائل پور لکھتے ہیں:-

"جب سے اُمّت کی باگ ڈور ان افراد و عناصر کے ہاتھ میں آئی ہے جو دُنیا کو آخرت پر اور اپنے مفادات کو دین اور اُمّت کے مفادات پر مقدّم رکھنے کے مریض تھے، اُنہوں نے اپنی بیماری کو تمام معاشرے تک وسیع کیا، اُنہیں دین سے جاہل رکھا اور نوبت بایں جا رسید کہ اس وقت جہاں عملاً بیانوے فیصد مسلمان اسلام کے اساسی فرائض سے غافل یا کم از کم کلی کوتاہی کے مجرم ہیں وہاں نوّے فیصد سے زیادہ مسلمان اسلامی شعور سے محروم ہیں۔"

(المنبر لائل پور ۹ نومبر ۶۲ء استقلال پاکستان نمبر صـ)

الفرقان: مسلمانوں کی اس دینی زبوں حالی کے ذمہ دار یقیناً وہ علماء اور فقیہہ ہیں جو اُمّت کا شیرازہ بنے ہوئے ہیں مگر افراد کی تربیت اور ان کی دینی بہتری کے لئے کچھ نہیں کر رہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کی عملی حالت یہ ہے کیا ان کی اکثریت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے مامور اور اس کی جماعت کے خلاف اقدام کوئی وزن رکھتا ہے؟

۲۔ مسلمانوں کی تباہی کی ذمّہ دار اسلام دشمن مُلّائیت ہے۔

پشاور کے مشہور عالم اور ممتاز سیاستدان جناب مولوی اسمٰعیل صاحب ذبیح نے اپنے بیان میں حالاتِ حاضرہ پر افسوس کرتے ہوئے فرمایا:-

"جب فلاحی ریاست کا نظریہ سامنے آیا تو امریکہ، جاپان، جرمنی اور یورپ کے ممالک آسمان کی بلندیوں پر پہنچ گئے لیکن یہ ایک درماندہ مسلمان قوم ہے جو سارے دنیا میں ذلیل اور خوار ہے۔ ہنود و یہود نے مسلمانانِ عالم کی زندگی کو چیلنج دے رکھا ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟ محض یہ کہ مسلمانوں کو اس تنگ نظر اور اسلام دشمن مُلّائیت نے تباہ کر دیا ہے جو نہ اسلام کی حقیقی روح پیش کرتے ہیں اور نہ مسلمانوں کو سائنسی اور مادی ترقیوں کی طرف جانے دیتے ہیں۔ اسلام کو مالِ تجارت

کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ ہر وقت چیختے چلّاتے رہتے ہیں۔ کفر کے فتوے عائد کرتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کو اسلام کی ازلی اور ابدی انقلاب انگیز باتوں کی طرف مائل نہیں ہونے دیتے۔"

(روزنامہ مشرق پشاور ۱۳ نومبر ۱۹۷۲ء)

الفرقان۔ عمار حالی کے ظالمانہ طریق پر یہ ایک واضح شہادت ہے۔ ہم تو اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ دردِ اسلام رکھنے والے مسلمانوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ ان اسلام دشمن اور تکفیر کے عادی علماء کے چنگل سے مخلصی کر لیں۔

۳۔ پاکستان کس اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا؟

مشہور ادیب جناب احمد ندیم قاسمی نے تحریر کیا ہے کہ:۔

"جب ہم اسلامی آئین کا تذکرہ کرتے ہیں تو ہمارا مطلب اسلام کے کس فرقے کے عقیدے سے ہوتا ہے؟ یہ سوال میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ ابھی پچھلے دنوں مسلمانوں کے ایک فرقے کے بچوں کے لئے الگ نصابِ تعلیم مرتب کرنے کے فیصلے کا ذکر آیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس طرح دوسرے فرقوں کو بھی یہ حق پہنچ جاتا ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے معتقدات کے مطابق الگ الگ نصابِ تعلیم مقرر کرائیں۔ ہم یہ سمجھتے نہیں تھکتے کہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا مگر سوال یہ ہے کہ کس اسلام کے نام پر؟ کیا اسی اسلام کے نام پر جس کے نام لیواؤں نے اپنے اپنے بچوں کے لئے الگ الگ نصابی کتابیں مرتب کرا رکھی ہیں تاکہ وہ اسلام ہی کے نام لیواؤں کے دوسرے بچوں سے الگ اور منفرد اور محفوظ رہیں"

(روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۲۷ نومبر ۱۹۷۲ء)

الفرقان۔ پاکستان کا قیام مسلمانوں کے مشترکہ اسلام کے ذریعہ ہوا تھا اور اس کی بقا اور استحکام بھی اسی ذریعہ سے ہو سکتا ہے۔ پس ملکی معاملات میں فرقہ واریت کو داخل کرنا ملک دشمنی کے مترادف ہے۔

۴۔ حضرت شاہ عبد العزیزؒ کا ایک پادری کو مسکت جواب

"شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ سے دہلی کی جامع مسجد میں ایک پادری نے سوال کیا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب تھے؟

شاہ صاحب نے جواب دیا "جی ہاں"

پادری نے کہا "آپ جانتے ہیں ہر محب اپنے محبوب کی مشکل میں کام آتا ہے"

شاہ صاحب نے کہا "ٹھیک ہے"

پادری نے کہا "پھر کیا وجہ ہے کہ جب اللہ کے اس محبوب کی واحد بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اولاد کربلا میں کٹ رہی

تھی اللہ تعالیٰ آڑے نہیں آئے؟ خدا دیکھتا رہا؟ یا محبوب نے اس سے نہیں کہا؟"

شاہ صاحب نے جواب دیا۔

محبوب نے اپنے محب سے کہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب دیا "میں کیا کروں ان لوگوں نے میرے اکلوتے بیٹے کو مار ڈالا کربلا میں تو آپ کے نواسے قتل کئے جاتے ہیں۔" (ہفت روزہ چٹان لاہور ص ۲۰ نومبر ۱۹۷۲ء)

الفرقان۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا یہ الزامی جواب ہے مگر کتنا مؤثر اور مسکت ہے۔ ایسے الزامی جوابات سے توہین باری یا توہین اخیار کا اعتراض پیدا کرنا سراسر نادانی ہے۔

۵۔ "ہماری آج کی روٹی ہمیں ہر روز دے"

ایک مرتبہ ایک سیاسی پارٹی کی طرف سے دی گئی ایک عظیم الشان ضیافت میں ایک پادری صاحب کو بھی مدعو کیا گیا۔ شاہانہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد پادری صاحب نے یہ تقریر کی:-

"ایک عیسائی ہونے کی وجہ سے میں ہر کھانے سے پہلے اور بعد یہ دعا مانگا کرتا ہوں: "ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے!" (متی ۶/۱۱) لیکن آج کی بہترین دعوت کے پیش نظر میں نے یہ دعا کی ہے کہ اے خدا! ہماری آج کی روٹی ہمیں ہر روز دے!"

(ترجمہ منصور احمد قمر از جرمن لٹریچر)

الفرقان۔ جب کسی شخص یا قوم کا مقصد شکم پروری ہو تو ان کی دعاؤں کا نقطۂ مرکزی یہی "غذائیں" بن جاتی ہیں۔

۶۔ سرسید کی "دینی تاویلات" کی مضرتیں

مدیر المنبر لائل پور لکھتے ہیں:-

"ہر چند کہ ان (سرسید احمد خان۔ ناقل) کی یہ کوشش ہمارے علم کی حد تک خلوص پر مبنی تھی مگر تھی انتہائی غلط۔ اور اس کے مضرات اس قدر شدید تھے کہ آج جو فکری تباہی کے کنارے پر پہنچا ہے اس کی ذمہ داری اگر تین چیزوں پر ڈالی جاسکتی ہو تو ان کے سرِ عنوان سرسید کی دینی تاویلات اور مسلمانوں کو عصرِ حاضر کا تابع بنانے کی تحریک کو قرار دیا جائے گا۔"

(المنبر لائل پور استقلال نمبر ص۱۱)

الفرقان۔ فہم قرآن و حقیقی علم دین خدا کی طرف سے آتا ہے۔ زمینی عقلیں جب اس میدان میں زور مارتی ہیں تو وہ یقیناً ٹھوکر کھاتی ہیں۔ سرسید کا نصب العین ٹھیک تھا مگر وہ دینی نصب العین نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی اشاعت کے لئے اس زمانہ میں اپنے مامور کو مبعوث فرما دیا تھا۔

نعتِ محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

(نتیجۂ فکر محترم جناب چودھری آفتاب احمد صاحب بسملؔ ۔ کراچی)

محمدؐ کی توصیف کیسے بیاں ہو کہ جس کی ثنا خود خدا کر رہا ہے
نہیں نعت خواں صرف جن و بشر ہی فرشتوں کے لب پر بھی صلِّ علیٰ ہے

نہیں مقدرت یہ کسی بھی بشر کی کہ وہ معرفت پائے اس کی حقیقی
محمدؐ کو جس نے بنایا محمدؐ ۔ مقامِ محمدؐ وہی جانتا ہے

کہا حق تعالیٰ نے لولاک جس کو ۔ بنے جس کی خاطر یہ افلاک سارے
وہ خیر البشر رحمت العالمیں ہے ۔ وہ فخرِ رسل خاتم الانبیاء ہے

خدا تو نہیں کہتا اس کو میں لیکن خدا سے جدا بھی نہیں اک ذرا وہ
کہ ہے قابَ قوسین سے بھی وہ بڑھ کر خدا سے قریب اس قدر وہ ہوا ہے

مزمل ۔ مدثر ۔ وہ یٰسین طٰہٰ ۔ رؤف و رحیم و سراجاً منیرا
وہ مخلوقِ عالم میں سب سے ہے بہتر ہے مظہر خدا کا ۔ شہِ دوسرا ہے

ہے معراج ایسی کہ جبریل ششدر ۔ عجب شانِ احمدؐ ہے اللہ اکبر
سرِ عرشِ اعلیٰ کچھ اس طرح پہنچے کہ زیرِ قدم سدرۃ المنتہیٰ ہے

وہ مقصودِ عالم ہے ۔ شاہِ امم ہے ۔ وہ محبوبِ داور ہے والا شیم ہے
وہ شمس الضحیٰ بھی ہے بدر الدجیٰ بھی ۔ وہی وجہ تخلیقِ ارض و سما ہے

وہ عابد کہ معبود جس پر ہے نازاں ۔ وہ عاشق کہ معشوق جس کا ہے شیدا
کبھی فاتحِ رزمِ بدر و احد وہ ۔ کبھی رونقِ کنجِ ثور و حرا ہے

غرض مختصر بات اتنی ہے بسملؔ کہ بعد از خدا سب سے افضل وہی ہے
وہی نورِ اول ۔ وہی نورِ آخر ۔ وہی ابتدا اور وہی انتہا ہے

سُوْرَۃُ الْاَنْعَام ع۵

اَلْبَیَانُ

قرآن مجید کا سلیس اُردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَاَخَذْنٰھُمْ

تحقیق ہم نے تجھ سے پہلی اُمتوں کی طرف رسول بھیجے تھے پھر ان اُمتوں کو (ان کے انکار اور

بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّھُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ ○

تکذیب کے بعد) عذابوں اور امراض و تکالیف کے ذریعہ پکڑا تاکہ وہ عاجزانہ انداز اختیار کریں۔

فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَھُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰکِنْ قَسَتْ

کیوں ایسا نہ ہوتا رہا کہ جب ان کے پاس ہمارا عذاب آتا تو وہ فوراً تضرع اور عاجزی اختیار کر لیتے (مگر ایسا نہ ہوا) بلکہ ان کے

قُلُوْبُھُمْ وَزَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کو ان کے بُرے اعمال مزین کر کے دکھائے۔

تفسیر:-

پہلی آیت میں یہ بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی سب اُمتوں کی طرف رسول آتے رہے ہیں۔ آپؐ ہی دنیا میں پہلے رسول نہیں ہیں۔ ان پہلے رسولوں اور ان کے منکرین اور ان کے ماننے والوں کے حالات پر غور کر لو آج بھی وہی انجام ہو گا۔

فرمایا کہ رسولوں کی بعثت کے بعد جب قومیں تکذیب کا انداز اختیار کرتی ہیں تو ہم ان میں تضرع اور فروتنی پیدا کرنے کے لئے مختلف الانواع عذاب نازل کرتے ہیں، جنگیں ہوتی ہیں، قحط پڑتے ہیں، طوفان اور

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ

جو وعظ و نصیحت انہیں کی گئی تھی جب انہوں نے اسے بھلا دیا تب ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے (تا وہ

شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً

اس طریق سے رجوع الی اللہ کریں) یہاں تک جب وہ ان چیزوں پر بالکل مغرور ہو گئے جو انہیں دی گئی تھیں تب ہم نے ان پر اچانک عذاب وارد کر دیا کہ

فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ

اور وہ مایوس و نا امید ہو کر رہ گئے۔　　　پھر تو ان لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا جڑیں کٹ گئیں اور

ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

ثابت ہو گیا کہ اللہ رب العلمین سب تعریفوں کا مستحق ہے۔　　　اے نبی! تو ان سے پوچھ کہ تم بتاؤ کہ

اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰي قُلُوْبِكُمْ

اگر　اللہ تعالیٰ　تمہاری　شنوائی　اور بینائیوں کو لے لے　اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو

زلزلے آتے ہیں، بیماریاں پھیلتی ہیں۔ ان عذابوں سے ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ منکرین اپنے تکبر و غرور کے طریق کو چھوڑ کر عاجزی کا طریق اختیار کریں۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ ہمارا یہ مقصد لوگوں کی بد اعمالی کے باعث پورا نہیں ہوتا رہا بلکہ وہ لوگ عاجزی کی بجائے سنگدلی اور قساوت اختیار کرتے رہے ہیں اور اپنے کاموں کو اچھا سمجھ کر ان پر اتراتے رہے ہیں۔

تیسری آیت کا مضمون یہ ہے کہ پھر کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ ان پر رفاہیت اور اپنی مادی نعمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے تاکہ ان افضال الٰہیہ کو دیکھ کر ہی ان کے دلوں میں نیکی پیدا ہو مگر وہ لوگ اس انداز انعامات سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ الٹے اور مغرور ہو جاتے ہیں۔ تب اتمام حجت کے بعد اللہ تعالیٰ کی سخت گرفت نازل ہوتی ہے اور وہ شدید عذاب میں مبتلا کئے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔

چوتھی آیت میں اس معرکہ حق و باطل کا انجام بیان ہوا ہے جو یہ ہے کہ ظالموں کی جڑیں کٹ جاتی ہیں اور

مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۚ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ

اللہ کے سوا کونسا معبود ہے جو یہ مذکورہ چیزیں تمہارے پاس لا سکتا ہے؟ دیکھئے ہم کس طرح مختلف انداز میں اپنی آیات اور نشانات کو

الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ

بیان کرتے ہیں۔ بایں ہمہ وہ منکر اعراض کرتے ہیں۔ ان سے دریافت کریں کہ بتاؤ اگر تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا

عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

عذاب ناگہانی طور پر آجائے یا کھلے بندوں آجائے تو کیا ظالم لوگوں کے علاوہ اور بھی لوگ ہلاک کئے جائیں گے؟

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ

ہم اپنے فرستادوں کو اسی حال میں بھیجتے ہیں کہ وہ بشارت دینے والے اور انذار کرنیوالے ہوتے ہیں۔ پس جو لوگ

وہ نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا رب العالمین ہونا اور جملہ تعریفوں کا مستحق ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

فرمایا کہ یہ انجام ہر نبی کے زمانہ میں روز روشن کی طرح ظاہر ہوتا ہے۔ اور اب بھی یقیناً ظاہر ہوگا۔

پانچویں آیت میں منکرین کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ کان، آنکھ اور دل تمام اللہ تعالیٰ کے عطیے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ انسان ان کے ذریعہ حقائق کو سنے۔ نشانات کو دیکھے اور اللہ کی باتوں پر دل سے غور کرے۔ اگر تم ان اعضاء و جوارح سے اصل کام نہیں لیتے تو ان کا ہونا عبث ٹھہرے گا اور پھر یہ ضائع ہو جائیں گے۔ فرمایا کہ یہ اللہ ہی کی عطا کردہ نعمتیں ہیں۔ اللہ کے سوا اور کوئی یہ دے نہیں سکتا۔ کیونکہ اور کوئی اِلٰہ موجود نہیں۔

چھٹی آیت میں بتایا ہے کہ عذاب الٰہی کسی طرح آئے، اچانک اور مخفی آئے یا ظاہر طور پر آئے، بہر حال مہلک چیز ہے اور ظالموں کو اس سے بچنے کا کوئی موقعہ نہیں ہوتا۔ اسلئے ظالم بننے سے بچنا چاہیئے۔

ساتویں اور آٹھویں آیت میں رسولوں کی شان اور ان پر ایمان لانے والوں اور ان کا انکار کرنے والوں کا انجام دوبارہ بیان فرمایا ہے۔

رسول کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں (۱) مومنوں کے لئے مُبَشِّر (بشارت دہندہ)۔ (۲) مکذبین کے لئے

اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ

ایمان لے آتے ہیں اور اصلاح کر لیتے ہیں ان پر کوئی خوف نہ ہوگا نہ وہ آئندہ غمگین ہوں گے ۔ ہاں وہ لوگ جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○

ہماری آیات کی تکذیب کی ان کو ان کے فسق و فجور کے باعث عذاب ضرور پہنچے گا۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

اے نبی! تو کہدے کہ لوگو! میں تمہیں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے مال و دولت کے خزانے ہیں اور نہ میں ذاتی طور پر غیب کو جانتا ہوں

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ قُلْ

اور نہ میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اسی وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر اترتی ہے ۔ انکو کہدے

هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ○ ع ۵ / ۱۱

کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں ؟ تم لوگ غور و فکر سے کیوں کام نہیں لیتے ؟

مُنْذِر (ڈرانے والا) ۔ نبی کے آنے پر دنیا میں دو گروہ ہو جاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **مومن** امن میں رہیں گے اور ہر طرح کے خوف و حزن سے بچائے جائیں گے ۔ اور **مکذب** اپنے فسق میں ترقی کرنے کی وجہ سے شدید عذاب میں مبتلا ہوں گے ۔

نویں **آیت** میں رسولؐ سے اعلان کروایا ہے کہ میں ذاتی طور پر نہ علم غیب رکھتا ہوں اور نہ خزانوں کا مالک ہوں ۔ میرا مقام تو صرف اتنا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحی کا متبع ہوں ۔ پس اے منکرو! اگر تم بھی دانا و بینا بننا چاہتے ہو تو اسی راہ کو اختیار کرو ۔ وما علینا الا البلاغ المبین ؏

فہم قرآن کے حصول کا بہترین ذریعہ

اللہ تعالیٰ نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۔ کہ یہ دعا کرتے رہو کہ اے میرے رب مجھے اور علم عطا فرما ۔ یہ دعا فہم قرآن کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے ؏

سے بھی سازباز کی ہوئی ہے۔ اور ہر ایک سے کہتے ہیں کہ اگر تم کامیاب ہو گئے تو ہم تمہارے پیچھے چل پڑیں گے۔ مَیں اس کی تفصیل میں تو اس وقت نہیں جا سکتا اصولاً بتا رہا ہوں کہ اس گناہ اور کمزوری سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم یہ دعا کرتے رہا کرو وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا کہ اے خدا ہمارے قدموں کو مضبوطی عطا فرما۔ فرمایا تمہیں اپنی کوششوں سے ثباتِ قدم حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے فضل سے حاصل ہو سکتا ہے اسلئے تم یہ دعا کرتے رہا کرو کہ ہمارے قدموں میں مضبوطی عطا ہو۔

پس جب اِن کمزوریوں کا خدشہ باقی نہ رہے اور اِبْتِغَاءِ الْقَوْم کی قوت ہو ان سے "کانٹیکٹ" کرنے اور جنگ کرنے کے لحاظ سے اور پھر زیادتی بھی نہ ہو بلکہ صبر سے کام لیتے ہوئے انسان گالی کے مقابلے میں دعائیں کرنے والا اور دُکھ سہنے کے مقابلے میں سُکھ پہنچانے کی تدابیر کرنے والا بن جائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کے نتیجہ میں خود کو دشمن کے سامنے ذلیل کر کے اس کی اطاعت قبول کرنے کی بجائے اس کے قول و عمل میں ثباتِ قدم ہو۔ اللہ کے فضل اور رحمت کے نتیجہ میں وہ جس جگہ کھڑا ہو وہاں اس کے پاؤں میں کوئی لغزش نہ آئے تو وہ دشمنوں کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے اور ان کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ اور کہے تم تعداد میں زیادہ ہو تو ہوا کرو۔ تمہارے پاس اموال زیادہ ہیں تو ہوا کریں اس سے میرے جذبۂ ایمان اور شوقِ عمل میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مَیں تو خدا کا سپاہی ہوں۔ جہاں کھڑا ہوں اس سے پیچھے نہیں ہٹوں گا بلکہ آگے بڑھوں گا۔ کیونکہ مَیں اس جماعت سے تعلق رکھتا ہوں جسے آگے بڑھنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ پس مومن کے عمل میں ثباتِ قدم ہوتا ہے اس کے پاؤں میں کوئی لغزش نہیں آتی۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاتے ہیں لیکن مومن کے قدم اپنی جگہ سے ٹلا نہیں کرتے۔ مومن پیچھے نہیں ہٹا کرتا۔ وہ اپنے مقصد کے حصول میں آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

جب یہ سب کچھ ہو جائے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو تم اِن خطرات سے بچنے کی دُعا کے ساتھ ساتھ یہ دُعا بھی کرتے رہا کرو وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ کہ اے خدا! کافر لوگوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔ مَیں پہلے بھی اشارہ کر چکا ہوں کہ اِن تینوں خطرات کے بعد ایک چوتھا خطرہ بھی پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ہے تکبر پیدا ہونے کا خطرہ۔ یعنی انسان نے سب کچھ حاصل کیا اللہ کے فضل اور اس کے حضور عاجزانہ اور متضرعانہ دعاؤں کے نتیجہ میں۔ مگر کامیابی کے وقت شیطان آ گیا اور اس نے کہہ دیا تم نے یہ کامیابی اپنی کوشش اپنی ہمت اور اپنی طاقت سے حاصل کی ہے۔ چنانچہ ایسی صورت میں باوجود پہلی دعاؤں کی قبولیت کے

یہ خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں پھر ناکامی اور ہلاکت کے سامان پیدا نہ ہو جائیں۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ کہ اے خدا! کافروں کے مقابلہ میں، دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں ہمیں فتح تیری نصرت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہمیں یہ فتح ہماری کسی قوت، کسی طاقت اور ہمارے ثباتِ قدم یا کسی اخلاص اور ایثار کے نتیجہ میں نہیں مل سکتی اسلئے اے خدا! تو خود ہماری مدد کر اور ہمارے اور اپنے دشمنوں کو ان کے منصوبوں میں ناکام کر۔

چنانچہ جب خدا کا بندہ یہ دعا بھی کرتا ہے تو پھر وہ شیطان کے ہر قسم کے وسوسوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کا خاتمہ بالخیر ہو جاتا ہے۔ جب سب کچھ مل گیا تو پھر کس بات کا ڈر ہے۔ جب انسان شیطان کو شکست دے دیتا ہے تو پھر اسے شیطان کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا جس شخص کا سر اُٹھتا ہی نہیں اور جس کا سر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکا ہی رہتا ہے اس کی گردن تک شیطان کا وار کیسے پہنچ سکتا ہے۔ وہ تو محفوظ ہو جاتا ہے ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعائیں کرنے والی اور اُسی کی حفاظت میں ہے تاہم کبھی کبھی یاد دہانی کرانی پڑتی ہے کیونکہ مخالف غیر بھی ہیں اور اپنے بھی ہیں جو ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کو بڑا غصہ آتا ہے کہ کیوں یہ جماعت خدا کے فضل سے اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے ایک کامیاب جدوجہد اور ایک نہایت فاتحانہ قسم کا مجاہدہ کر رہی ہے۔

پس ہمیں غصہ نہیں آنا چاہیئے ہمارے مخالفین ہمیں جتنی چاہیں تکلیفیں دیں اور دُکھ پہنچائیں ہاتھ سے بھی اور زبان سے بھی، افترا پردازی سے بھی اور دجل سے بھی کام لیتے ہوئے جیسا کہ عیسائی لوگ کرتے ہیں۔ ہمارے اموال کو تلف کر کے، انہیں لُوٹ کر اور انہیں جلانے کی کوشش کر کے یا ہماری جانوں کو نقصان پہنچا کر جو مرضی آئے وہ کریں ہوگا وہی جو خدا چاہے گا اور خدا نے یہ چاہا ہے کہ احمدیت ہمیشہ غالب رہے گی اسی کے فضل اور اسی کی توفیق سے"۔

اہلِ حق کے خلاف علماءِ دنیا کے فتنے

جناب مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:۔

"علماءِ دنیا کو تقرّب الحق کی اذیت و مخالفت کے لئے ہر عہد میں کسی نہ کسی آلۂ تضلیل و حیلۂ قتل کی تلاش رہتی ہے اور وہ ڈھونڈ ڈھانڈ کر نکال ہی لیتے ہیں پھر جہاں کسی کو راہِ حق و اصلاح میں سرگرم اور اپنی نفس پرستیوں کی راہ میں مخل دیکھا جھٹ وہی الزام اس کے سر دھوپ دیا اور عوام و حکومت دونوں کا فتنہ اس کے پیچھے لگا دیا۔ ہر زمانے کے حالات اور عوام کے میلان و اعتقاد کے مطابق یہ آلہ بھی ڈھلتا رہا ہے اور گو ہتھیار بدلتے رہے لیکن کاٹ سب کی یکساں رہی۔ صرف ہندوستان ہی کی تاریخ دیکھ لی جائے اوائل شیوع اسلام سے آخر تک کوئی اہلِ حق ان فتنوں سے نہ بچا۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، شیخ الاسلام ملتانی، خواجہ بختیار کاکی، خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہم۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جن کو وقت کے فقیہوں اور قاضیوں نے چین سے بیٹھنے دیا ہو کسی پر کوئی الزام لگایا کسی پر کوئی الزام"۔

([illegible] ۲۸۲)

درس الحدیث

(۱) عن ابی ھریرۃَ قال قال رجل یارسولَ اللّٰہ مَن احقُّ بحُسنِ صحابتی قال اُمّکَ قال ثمّ مَن قال اُمّکَ قال ثمّ مَن قال اُمّکَ قال ثمّ مَن قال ابُوکَ وفی روایۃٍ قال اُمّکَ ثمّ امّکَ ثمّ امّکَ ثمّ اباکَ ثمّ ادناکَ ادناکَ۔ (البخاری ومسلم)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے؟ حضورؐ نے فرمایا تمہاری والدہ۔ اس نے دوبارہ عرض کیا کہ اسکے بعد زیادہ کون حقدار ہے؟ حضورؐ نے فرمایا تمہاری والدہ۔ اس شخص نے سہ بارہ یہی سوال دہرایا حضورؐ نے پھر فرمایا کہ تمہاری والدہ جب چوتھی مرتبہ اس نے پوچھا تو حضورؐ نے فرمایا تمہارا باپ۔ پھر جو جو قریبی رشتہ دار ہو۔

تشریح۔ اسلامی معاشرہ میں ماں باپ کا مقام مقدم ترین مقام ہے۔ ان میں سے بھی ماں اپنے جذبات و احساسات کی نزاکت کے باعث مقدم تر ہے۔ نیز ہر شخص کا فرض ہے کہ ماؤں کے ساتھ خاص طور پر حسنِ سلوک کریں، انکی اطاعت کریں اور ہر طرح سے ان کے جذبات کا خیال رکھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ پاکیزہ ارشادات کس قدر فطرتِ صحیحہ کے ترجمان ہیں۔

(۲) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رَغِمَ انفہ رغم انفہ رغم انفہ قیل مَن یارسول اللّٰہ قال مَن ادرکَ والدَیْہِ عند الکِبَر احدھما او کلاھما ثمّ لم یدخل الجنّۃ۔ (مسلم)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس شخص کی ناک پر مٹی پڑے۔ عرض کیا گیا کہ حضورؐ کس کے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا کہ ایسا وہ شخص ہے جسے اسکے والدین یا ان میں سے کسی ایک کے بڑھاپے کی زندگی میں انکی خدمت کا موقعہ میسر آیا مگر وہ ان کی خدمت کر کے داخلِ جنت نہ ہوا۔

تشریح۔ اسلام کی رُو سے ایک مسلمان کے لئے ماں باپ کی خدمت جنت میں داخل ہونے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ جسے یہ موقعہ ملے اور وہ اس کو ضائع کر دے اس سے بڑھ کر کون بدقسمت ہو سکتا ہے۔

عربی زبان میں رَغِمَ اَنْفُہٗ بدنصیبی کے مفہوم پر دلالت کرنے کا محاورہ ہے۔ اگرچہ اس کے لفظی معنے ناک کے خاک آلودہ ہونے کے ہیں۔

خطبۂ جمعہ کا اقتباس

"احمدیت ہمیشہ غالب رہے گی!"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے خطبۂ جمعہ فرمودہ ۱۰ رنومبر ۱۹۷۲ء مطبوعہ روزنامہ الفضل ۲ ردسمبر ۱۹۷۲ء میں فرمایا:۔

" اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اپنے زور سے وھن سے نہیں بچ سکتے۔ میری مدد سے بچ سکتے ہو۔ اور میری مدد کے حصول کے لئے تمہیں یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا کہ اے خدا! تم سے جو کوتاہیاں سرزد ہوگئی ہیں اُن کے بد اثرات سے بھی ہمیں بچا اور ہمارے لئے ایسے سامان پیدا کر کہ ہمارے اندر بشری کمزوریوں کی وجہ سے جو کوتاہیاں پیدا ہوسکتی ہیں وہ بھی پیدا نہ ہوں۔ اگر تم یہ دعا کروگے اور اللہ تعالیٰ جب اس دعا کو قبول فرمائے گا تو تمہارے اندر وھن یعنی کمزوری پیدا نہیں ہوگی۔

دوسرا خطرہ ضعف کے پیدا ہو جانے کا ہے یعنی ضعف کے نتیجہ میں زیادتیاں نہ ہونے لگ جائیں۔ اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا کہ اے ہمارے خدا! ہماری زیادتیاں معاف فرمائیں نے بتایا ہے کہ ضعف کی حالت میں مومن انسان بعض دفعہ زیادتی کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ مثلاً دیکھو ایذاء کے مقابلے میں دُعا نہیں دیتا یا دُکھ یا کہ سُکھ پہنچانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ دُکھ کے مقابلے میں دُکھ پہنچاتا اور گالی کے مقابلے میں گالی دیتا ہے۔ پس خدا کا بندہ جب اس قسم کے کام کرتا ہے تو یہ اس کی زیادتی متصور ہوتی ہے۔ چنانچہ اس زیادتی سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دعا سکھائی اور فرمایا کہ تم ہمیشہ یہ دُعا کرتے رہو وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا ہمیں اس جدوجہد میں' اس مجاہدہ میں اور اس عظیم کوشش میں جو تیرے دین کے غلبہ کے لئے شروع کی گئی ہے اس میں ہمیں اس بات سے بچا کہ ہم اسراف کے گناہ میں ملوث ہو جائیں۔

تیسرا خطرہ استکانت یعنی دشمن کے سامنے تذلّل اختیار کرنا اور اس کا اثر قبول کر کے اس کے پیچھے لگنے کا خطرہ ہے۔ یہ کمزوریٔ ایمان کی علامت ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق قرآن کریم نے تفصیل سے بتایا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جی ہم نے انتظام کر لیا ہے۔ ہم مسلمانوں کے ساتھ بھی ہیں اور کافروں کے ساتھ بھی ہیں۔ ہم نے کفار، منکرین اور دشمنانِ اسلام

"شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم"

جناب چودھری شبّیر احمد صاحب واقفِ زندگی نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مصرع فارسی پر یہ ایمان افروز نظم کہی ہے۔ جزاہ اللہ خیراً ــــــ (ایڈیٹر)

وادیٔ بطحا سے نکلا اک کریم ابنِ کریم
شاہکارِ دستِ قدرت نعمتِ ربِّ رحیم

ابتدا میں کور چشموں نے نہ پہچانا اُسے
ہاں وہی "لولاک" کا حامل ہُوا دُرِّ یتیم

ہیں زمین و آسماں شاہد کہ ہے اس کا وجود
ہر دو عالم پر خدا کا ایک احسانِ عظیم

حسن و احساں میں ہے جس کی ذات بحرِ بے کنار
جاری و ساری ہے اس کا تا ابد فیضِ عمیم

کوثر و تسنیم پر ہی بس نہیں لطف و کرم
بزمِ ہستی میں لٹائیں اُس نے جنّاتِ نعیم

انبیاء میں "رحمۃٌ للعٰلمین" اس کا لقب
دینے والا اس لقب کا ہے خداوندِ کریم

عرش کے مالک نے اُس کو عرش کا مہماں کیا
سینۂ صافی میں اس کے رکھ دیا عرشِ عظیم

تھے اُسی محبوبِ سبحانی کے پرتَو دہر میں
آدمؑ و نوحؑ و براہیمؑ و مسیحا و کلیم

اس کی ہو کامل ثنا شبّیر یہ ممکن نہیں
"شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم"

---

۲۰ رنومبر ۱۹۱۶ء خاکسار کی تاریخ پیدائش ہے۔ الحمدللہ کہ آج سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یہ ناچیز اشعار بطور نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ــــــ (شبّیر احمد)

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اے ساقیٔ کوثر!

(جناب چودھری علی محمد صاحب عمر ورد بی۔اے بی ٹی کے رشحاتِ قلم سے)

اللہ نے عطا کی ہے تجھے سبع مثانی
آفاق میں جس کا نہیں ہرگز کوئی ثانی
قرآں سی نعمت بھی خدا نے تجھے بخشی
ہے زندہ خدا کی جو ہرے زندہ نشانی
کیا ارفع تیری شان ہے اے ساقیٔ کوثر
اے ساقیٔ کوثر!

قرآن جو سرچشمۂ حکمت ہے سراسر　　　ہم پلّہ کہاں اس کے بھلا لعل و جواہر
لاثانی و بے مثل ہے وہ نور جہاں میں　　　نازل کیا جبریل نے جسکو تیرے دل پہ
کیا ارفع تیری شان ہے اے ساقیٔ کوثر
اے ساقیٔ کوثر!

جو دین ہؤا تجھ کو عطا غارِ حراء سے　　　کیا خوب یہ تحفہ ہے جو لایا تُو خدا سے
ہر رنگ میں کامل ہے مکمّل ہے ہدایت　　　ہر نقص سے ہے پاک منزّہ ہے خطا سے
کیا ارفع تیری شان ہے اے ساقیٔ کوثر
اے ساقیٔ کوثر!

اُمّت تری اے خیرِ رُسل خیرِ اُمم ہے　　　ہر ایک قطب غوث ترے زیرِ قدم ہے
ہر خیر جو اُمّت کو تری دی ہے خدا نے　　　ہر طرح سے افضل ہے مکمّل ہے اتم ہے

کیا ارفع تیری شان ہے اے ساقیٔ کوثر

اے ساقیٔ کوثر!

کثرت تری اُمّت کے میں انبار کی دیکھوں   بہتات تری قوم کے انصار کی دیکھوں

تعداد ہے بے انت جو انبار کی دیکھوں   حیراں ہوں کہ کس شان کا تو پاک نبی ہے

کیا ارفع تیری شان ہے اے ساقیٔ کوثر

اے ساقیٔ کوثر!

صدیق دیئے تجھ کو۔ شہید اور ولی بھی   عثمانؓ، ابوبکرؓ و عمرؓ اور علیؓ بھی

اور وہ بھی جو ظلّی ہے بروزی بھی نبی بھی   رتبے کو ترے کوئی بھی پہنچا نہ جہاں میں

کیا ارفع تیری شان ہے اے ساقیٔ کوثر

اے ساقیٔ کوثر!

بغداد کے سیّد ہوں کہ اجمیر کے چشتیؒ   بسطامیؒ و شبلیؒ ہوں کہ رومیؒ ہوں کہ عربیؒ

دہلی کے ولی اللہؒ ہوں یا سیّد احمدؒ   فرزند ہیں سارے ترے اے سیّدِ مدنی

دانا تیری اُمّت کے چمکتے ہوئے انجم   دانا تھے مگر دین کو رکھتے تھے مقدّم

خلدون۔ علی سینا ہو یا ابن رشد ہو   تیرا ہی یہ فیضان ہے اے سرورِ عالم

کیا ارفع تیری شان ہے اے ساقیٔ کوثر

اے ساقیٔ کوثر!

جرنیل ملے ایسے کہ ہمسر نہیں رکھتے   شہرت کے فلک پر وہ بڑی شان سے چمکے

خالدؓ ہو کہ طارقؒ کہ عمروؓ مصر کا فاتح   موتی ہیں تری کانِ گہربار کے سارے

کیا ارفع تری شان ہے اے ساقیٔ کوثر

اے ساقیٔ کوثر!

خالق نے عطا کی تجھے دنیا میں جو کوثر   یہ چاند ستارے اسی کوثر کے ہیں مظہر

مسرور کو بھی امید ہے در کی ترے آقا   اِک نظرِ کرم اِس پہ بھی اے قاسمِ کوثر

کیا ارفع تری شان ہے اے ساقیٔ کوثر

اے ساقیٔ کوثر!

زرخیزِ کشتِ دل

(جناب چودھری نسیم سیفی صاحب)

غم تھا مسلط دل کی خوشی پر اور خوشی تھی غم سے زیادہ
ہم پہ جو گزری اُس محفل میں کس کو خبر ہے ہم سے زیادہ

اُن کے ستم میں اور کرم میں فرق تو شاید کچھ بھی نہیں ہے
دونوں کبھی مرہم سے کم ہیں دونوں کبھی مرہم سے زیادہ

یوں تو بہت زرخیز ہے کشتِ دل لیکن یہ حال ہوا ہے
خشک ہوئے ہیں جب سے آنسو خشکی ہے اب نم سے زیادہ

کون یہ اُلجھن سُلجھائے گا دل کی حقیقت بتلائے گا
کون سمجھ پائے گا معمّہ قطرہ سے کم اور یم سے زیادہ

جام ہے اس کا سب سے اعلیٰ اسکی مستی سب سے بالا
جس کے پیرِ مغاں کی سطوت ہو قیصر اور جم سے زیادہ

خواہش خواہش ایک غزل ہے باتیں ہیں گیتوں کی مالا
سانس کی آمد و شد بھی ہے سنگیت کے زیر و بم سے زیادہ

یوں تو محبت کی شدّت کا دعویٰ ہے ہر ایک زباں پر
ہم سے آ کر آنکھ ملائے جسکو ہوس ہے ہم سے زیادہ

وہ چُپ چاپ نسیم آتے ہیں طوفانوں کی ہمراہی میں
ان کا سکوتِ روح فزا ہے چھن چھن سے اور چھم سے زیادہ

از جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔ اے

عشقِ نبیؐ کا ایک مختصر مگر اثر انگیز واقعہ

ایک ضعیف بھکارن کا حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینا اور مسیح پاک کی میزبانی کا شرف حاصل کرنا۔ (بحوالہ "حیات قمر الانبیاء" مصنفہ شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی صفحہ ۲۳۶)

اِدھر بھی دیکھ! اے باغ و بہاراں دیکھنے والے
فداکاری کے پھولوں کا گلستاں دیکھنے والے

غلامانِ محمدؐ میں نہ ہوگا پھر کہیں پیدا
غلامِ احمدِ مرسلؐ سا مردِ دلنشیں پیدا

مسیحِ پاکؑ تھے یا ایک چشمہ تھا محبّت کا
کہ ذاتِ مصطفٰے تھی اور نغمہ تھا محبّت کا

"محمدؐ" نام سُنتے ہی ہوائے خوشگوار آتی
نمی آنکھوں میں دل میں ایک موجِ بے قرار آتی

یہ پیارا نام اِک انمول سی تصویر بن جاتا
یہ دل میں بس کے خوابِ عشق کی تعبیر بن جاتا

یہ فرماتے ہیں قمر الانبیاء۔ مرزا بشیر احمدؓ
مسیحا کے وہ ابنِ باصفا۔ مرزا بشیر احمدؓ

کہ اک دن صحن میں اپنے حضورِ پاکؑ بیٹھے تھے
کوئی تصنیف لے کر صاحبِ لولاکؑ بیٹھے تھے

کہ اتنے میں گلی سے ایک آوازِ گدا آئی
بھکارن کوئی دروازے پہ تھی جس کی صدا آئی

کہ "اے بابا میں بھوکی ہوں مجھے کھانے کو روٹی دے
تہی دامن ہوں مجھکو دے کچھ اپنے خوانِ نعمت سے"

سُنی آواز جب اُس کی تو گھر سے خادمہ آئی
اُسے دی ایک روٹی اور کہا "لے کھا! اے مائی"

تشکّر کی نگاہوں سے بھکارن نے اُسے دیکھا
پھر اُس روٹی سے اِک لقمہ چبانے کے لئے توڑا

مگر قبل اِس کے لقمہ مُنہ میں ڈالے۔ مانگنے والی
بھکارن نے مسیحِ پاکؑ کے گھر پہ نظر ڈالی

کہا پھر خادمہ سے مجھ کو اتنی دے خبر۔ بی بی
مسلمانوں کا یا عیسائیوں کا ہے یہ گھر۔ بی بی

اگر یہ گھر مسلمانوں کا ہے۔ روٹی میں کھاؤں گی
وگرنہ گھر کے دروازے سے خالی لوٹ جاؤں گی

حضورِ پاکؑ بیٹھے سُن رہے تھے گفتگو ساری
بڑی عظمت کے قابل تھی بھکارن کی یہ خودداری

ہوں گر افرادِ پسماندہ میں غیرت کے گہر زندہ
اگر خاکسترِ ملت میں ہو کوئی شرر زندہ
تو ایسی قوم ۔ طوفانِ بلا سے ڈر نہیں سکتی
وہ قوم ۔ ادبار میں آئے تو آئے ۔ مر نہیں سکتی

پھر آپؐ اُٹھ کر گئے اور اُس سے یہ ارشاد فرمایا
سُن اے بی بی ہے اِس گھر پر خدا کے فضل کا سایا
بحمدِ اللہ! ــــ یہ گھر اِک غلامِ کبریا کا ہے
کہ یہ اِک خادمِ دینِ محمد مصطفیٰؐ کا ہے
روایت ہے یہ سُن کر اک مسرت چھا گئی اُس پر
وہ اطمینان سے بیٹھی مسیحِ پاکؑ کے در پر
کہا حضرت نے خادم سے بعزت اسکو بٹھلاؤ
جو کھانا گھر میں ہے وہ پیٹ بھر کر اسکو کھلواؤ
وہ کھانا کھا چکی جب آپ نے پوچھا کہ "اے مائی!
ترا کیا نام ہے ۔ ہیں کس جگہ؟ تیرے بہن بھائی"
وہ بولی اے میرے مشفق! میں اک مظلوم عورت ہوں
ہوں بندی اِک خدا کی ۔ اور شہِ عالمؐ کی اُمت ہوں
محمد مصطفیٰؐ کا دین ۔ میرا دین ہے ۔ بابا
کہ یہ اِک نام خود ۔ میرے لئے تسکین ہے بابا
یہ حضرت نے سُنا ۔ اور دل پہ موجِ کیف سی چھائی
نئے انداز سے تصویرِ محبوبی ۔ اُبھر آئی
گدازِ دل کا عالم اور اسمِ پاک کیا کہنا
بھکارن کی زباں سے نغمۂ لولاکؐ کیا کہنا
حضورِ پاکؑ نے درہم[1] نکالا ۔ اور فرمایا
کہ لے بی بی رہو تجھ پر بھی خدا کے فضل کا سایا
لیا ہے نام ۔ تُو نے میرے محبوبِ یگانہ کا
حبیبِ کبریا ۔ کا ۔ نازشِ دورِ زمانہ کا

سخی کوئی بھی ہو ۔ اُس کی حدوں کو پا نہیں سکتا
کہ اُس کا نام لے کر ۔ کوئی خالی جا نہیں سکتا

---

[1] روایت ہے کہ ایک روپیہ دے کر حضورؑ نے فرمایا ۔ "تم نے ہمارے محبوبؐ کا نام لیا ہے جس سے بہت خوشی ہوئی ہے۔"

ترے نُور کی اِک چمک چاہتا ہُوں

(جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے، سرگودھا)

زمیں چاہتا نہ فلک چاہتا ہُوں
نہ دولت نہ حُور و ملک چاہتا ہُوں

ترے حُسن کی اک جھلک چاہتا ہُوں
ترے نور کی اک چمک چاہتا ہُوں

ترا عشقِ ذاتی ہے میری مُراد
میں چہرے کی تیری دمک چاہتا ہُوں

معاصی کی دلدل میں میں پھنس گیا ہُوں
تری معرفت کی مہک چاہتا ہُوں

میں غیروں کی اُلفت سے پاؤں رہائی
ترے پیار کی اک چٹک چاہتا ہُوں

نہ ہمت نہ طاقت نہ قوت ہے مجھ میں
ترا رحم و فضل و کُمک چاہتا ہُوں

رہِ حق میں سہنے پڑیں جو مصائب
نہ ہو اس میں کوئی جھجک چاہتا ہُوں

ضرورت پڑے تیرے دیں کو جو میری
کروں جاں فدا بے دھڑک چاہتا ہُوں

تری یاد میں بس سکے زندگانی
میں اپنی نوا میں چہک چاہتا ہُوں

تمنا ہے ہو نیک انجام میرا
نہ جاؤں کہیں میں بھٹک چاہتا ہُوں

اب میرِ قافلہ ہُوا محمودؓ کا پسر

(مکرّم جناب عبد الحمید صاحب آصفؔ ایم اے)

مَیں مشکلوں کی گود میں پل کے جواں ہُوا
اِک رازِ آفتاب کا مجھ پہ عیاں ہُوا

ظلمت کی سرزمیں سے پھُوٹی عجب سحر
نُورِ خدا کا قافلہ ہر سُو رواں ہُوا

آدم کی شان دیکھ لو کیسا مقام ہے
حکمِ خدا سے ہر مَلَک سجدہ کناں ہُوا

کروبیوں کے زعم میں آدم حقیر تھا
آدم کی جیت ہو گئی جب امتحاں ہُوا

اس کے لئے یہ جان بھی نکلے خوشی خوشی
مرنا قبول دل نے کیا جاوداں ہُوا

دامن کو چاک کر دیا رُسوا ہوئی وہ خود
ڈالا تھا جس کو قید میں صدرِ جہاں ہُوا

خسرو نے چاک کر دیا نامہ رسولؐ کا
اپنے پسر کی تیغ سے کٹ کے نشاں ہُوا

اُمّت تری تو آج ہے غم میں گھری ہوئی
مَیں اس کا حال دیکھ کے اِک نیم جاں ہُوا

اُمّت کو شان پھر ملے آیا ہے میرزاؑ
وہ میرزا وہ رہنما حق کی زباں ہُوا

اِک عاشقِ رسولؐ تھا وہ نورِ دین بھی
محمودؓ ابنِ میرزا معجز بیاں ہُوا

ربوہ کی سرزمین بھی اب پاک ہو گئی
ربوہ خدا کے فضل سے دارالاماں ہُوا

اب میرِ قافلہ ہُوا محمود کا پسر
آصفؔ غبارِ راہ پسِ کارواں ہُوا

چند مفید تجربات

تبلیغ کے میدان میں

(از محترم عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے نائب امام مسجد فضل لندن)

—(۱)—

تاریکی کے فرزندوں کو روشنی کا پیغام دینا، دل شکستہ لوگوں کو امید کا پیغام دینا اور زندگی کی رمق سے عاری انسانوں کی خدمت میں روحانی حیاتِ جاوِدانی کا جام پیش کرنا —— جسے ہم ایک لفظ میں تبلیغ کے نام سے موسوم کرتے ہیں —— کتنا پُرلطف، متنوع اور بابرکت کام ہے۔ اس میدان کی ہر منزل ایمان افروز اور ہر معرکہ انفرادیت کا رنگ رکھتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس میدان میں پیش آنے والے بعض بظاہر معمولی واقعات بھی دل پر ایک گہرا اور پائیدار اثر چھوڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے تصرفات عجیبہ اور ذرّہ نوازی کے سلوک کا مشاہدہ کرکے دل اللہ تعالیٰ کی حمد کے جذبات سے بھر جاتا ہے۔

چند دنوں کی بات ہے کہ شام کے وقت ایک دوست مسجد دیکھنے کے لئے تشریف لائے معلوم ہوا کہ یہ خود تو مسلمان ہیں اور ایران کی پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ ان کی فیملی ایک عرصہ سے لندن میں قیام پذیر ہے۔ جب انہیں ملنے کے لئے وہ یہاں آئے تو انہوں نے اپنے احباب سے دریافت کیا کہ کیا لندن میں کوئی مسجد ہے؟ اس پر ان کے ایک پڑوسی نے جو خود رومن کیتھولک ہے انہیں بتایا کہ ہاں مسجد ہے اور زیادہ دُور بھی نہیں۔ چنانچہ اسی روز وہ رومن کیتھولک عیسائی دوست انہیں مسجد لے آئے۔ ان سے کافی دیر تک بات چیت ہوتی رہی۔ وہ انگریزی میں بآسانی بات چیت کر لیتے تھے لیکن اُن کی زیادہ دلچسپی فارسی میں تھی جس میں انہیں خوب مہارت حاصل تھی۔ چنانچہ میں نے ان کی اس مناسبت کی وجہ سے انہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فارسی کلام میں سے چند اشعار جو مجھے زبانی یاد تھے سُنائے۔ اتفاق سے یہ اشعار وہ تھے جن میں حضور نے اسلام، قرآن مجید اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور راہِ خدا میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا عزم بیان فرمایا ہے۔ کچھ تو شعروں کا مضمون ایسا تھا اور پھر الفاظ کی بناوٹ اور طرزِ بیان ایسا دلکش تھا کہ

وہ بے حد متاثر ہوئے اور جتنا وقت مَیں یہ اشعار سُناتا رہا وہ ہمہ تن گوش ہو کر سُنتے رہے۔ واقعی حضرت سلطان القلم علیہ السلام کی تحریرات کی برکت اور تاثیر لاجواب ہے۔ آپؑ کی تحریر خواہ اُردو میں ہو یا عربی یا فارسی میں، پڑھنے اور سُننے والوں پر اس کا بے حد اثر ہوتا ہے اور یہ تبلیغ کا نہایت مؤثر ذریعہ ہیں۔

(۲)

لندن شہر میں یوں تو کئی اسلامی مراکز ہیں لیکن مسجد کی معروف طرز میں صرف ایک ہی مسجد ہے جو اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے ہماری جماعت کی ہے۔ مسجد اپنی شکل وصورت کے لحاظ سے اردگرد کی دیگر عمارتوں سے ممتاز ہے اور اس کا سبز رنگ کا بلند وبالا گنبد ہر دیکھنے والے کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ بہرحال لوگ کافی تعداد میں مسجد دیکھنے کے لئے آتے رہتے ہیں۔ ان میں بڑی عمر کے مرد، مستورات، نوجوان لڑکے، لڑکیاں، طلبہ و طالبات غرضیکہ ہر طبقہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ یہ مسجد کو ہر پہلو سے بہت دلچسپی سے دیکھتے ہیں اور بڑے دلچسپ اور عمدہ سوالات کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں ایک سکول کا گروپ آیا ہوا تھا۔ اس گروپ میں سب بچے ایسے تھے جو جسمانی یا ذہنی طور پر معذور تھے۔ بعض تو چلنے پھرنے کے قابل نہ تھے اور سارا وقت پہیوں والی کرسی پر بیٹھے رہے لیکن شروع سے آخر تک ہر بات میں بہت دلچسپی لیتے رہے۔ مسجد کے اندر ایک بچے نے سوال کیا کہ اس جگہ کا نام کیا ہے؟ مَیں نے بتایا کہ اس کا نام مسجد فضل ہے۔ مسجد خدا کا گھر ہے جہاں اس کے افضال کی بارش ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ میرا یہ فقرہ سُن کر کہ THIS IS A PLACE OF DIVINE BLESSINGS اس بچے کے چہرے پر خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ شاید یہ اس امید اور تمنا کی جھلک ہو کہ اس برکت والی جگہ پر آنے کی بدولت خدا مجھے صحت و عافیت عطا کرے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(۳)

ایک اَور موقعہ پر کالج کے طلبہ و طالبات کا ایک گروپ مسجد دیکھنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ انہوں نے طرزِ عبادت اور مسجد کے بارہ میں مختلف سوالات پوچھے۔ جوابات دیتے ہوئے ایک موقع پر ضمنی طور پر یہ بھی ذکر ہوا کہ اسلام دلیل اور برہان کا مذہب ہے اور اس کے ہر امر اور نہی میں ضرور کوئی حکمت ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اپنی ناقص عقل کی وجہ سے اسے نہ سمجھ سکیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ہر کام اور اسلام کی جملہ تعلیمات پُر حکمت ہیں اور وہی پُر حکمت طریق ہر مومن کو اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ہماری مسجد میں محراب کے اُوپر نہایت خوبصورت الفاظ میں اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں اور زائرین اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ کیا ہے اور اس کا مطلب کیا ہے؟ اس روز بھی اس گروپ کے ایک ممبر نے یہ سوال

پوچھا کہ یہ کیا الفاظ ہیں؟ میں نے بتایا کہ یہ قرآن مجید کی ایک آیت کا حصہ ہیں اور ان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ شاید میری سابقہ بات کا اثر تھا یا کوئی اور وجہ کہ ایک دوسرے طالبعلم نے فوراً یہ پوچھ لیا کہ آپ نے آیت کے اس حصہ کو ہی کیوں انتخاب کیا ہے اور اس کو محراب پر لکھنے کی کیا وجہ ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ تو لکھنے والوں کے انتخاب کی بات تھی اور ایک ازلی ابدی حقیقت کے طور پر اس کا انتخاب بہت ہی موزوں بھی ہے۔ لیکن اس اچانک سوال پر میں کچھ پریشان سا ہو گیا کہ اس کا جواب کیا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر اور احسان ہے کہ اس نے فوراً دستگیری فرمائی اور ایک اور جواب سمجھا دیا۔ میں نے بتایا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کو پیدا کرنے والا اور اس کو قائم رکھنے والا ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی توحید اور قدرت دونوں کا بیان ہے جس کو نور کے ایک لفظ سے بیان کیا گیا ہے۔ اس حصۂ آیت کو یہاں لکھنے کی ایک ذوقی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس آیت کے عین نیچے ایک خوشنما قندیل لگی ہوئی ہے جو اپنی مختلف روشنیوں کی وجہ سے بہت خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔ جونہی کوئی انسان اس خوشنما قندیل کو دیکھتا ہے تو یہ قرآنی آیت اس کو اس حقیقت سے آگاہ کرتی ہے کہ یہ ایک قندیل کیا، زمین و آسمان میں نظر آنے والی ہر روشنی خدائے واحد و یگانہ کی پیدا کردہ ہے اور وہی بابرکت ذات ہے جو ہر نور، ہر خیر اور ہر برکت کا مبدأ و منبع ہے۔

—————(۴)—————

سکولوں، کالجوں اور کلبوں میں تقاریر کے ذریعہ بھی اسلام کا پیغام پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے درجنوں مقامات پر تقاریر کرنے کا موقع ملا ہے۔ قریباً ہر جگہ پر ہی تقریر کے بعد سوالات کا وقفہ ہوتا ہے جس میں حاضرین بڑے عمدہ اور مفید سوالات دریافت کرتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک سکول میں تقریر کے بعد اتنا وقت نہ تھا کہ سوالات کے لئے سب طلبہ کو مزید ٹھہرایا جا سکتا۔ اس وجہ سے سکول کے ہیڈ ماسٹر نے جو اجلاس کی صدارت کر رہے تھے اعلان کیا کہ صرف وہ طلبہ ٹھہر جائیں جو سوال کرنا چاہتے ہیں باقی اپنی کلاسوں میں چلے جائیں۔ کئی طلبہ ٹھہر گئے اور مختلف سوالات پوچھتے رہے۔ آخر میں ایک نوجوان افریقن طالب علم رہ گئے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے تقریر کے بارے میں تو کوئی سوال نہیں پوچھنا کیونکہ میں پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہوں البتہ ایک سوال کا جواب پوچھنا چاہتا ہوں جو میرے عیسائی دوست مجھ سے کرتے ہیں اور مجھے جواب معلوم نہیں۔ سوال سؤر کی حرمت کی وجہ کے بارے میں تھا۔ میں نے [illegible] اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مطمئن و [illegible] ہو کر چلا گیا۔ اس نوجوان طالب علم کا چہرہ آج تک [illegible]

میری نظروں میں ہے کیونکہ اس پر ایک ایسی جھلک نمایاں تھی جو اس کے عزم اور ایمان کی عکاسی کر رہی تھی۔ سوچتا ہوں۔ کہ اگر ہر مسلمان کے دل میں دن رات بات بات پر اسلام کا پیغام پہنچانے کا جذبہ پیدا ہو جائے تو کس قدر جلدی دنیا کا ہر انسان اس دولتِ لازوال سے مالا مال ہو جائے۔

(۵)

گذشتہ سال برمنگھم کے ایک نوجوان انگریز اور ان کی منسوبہ (جن سے اب ان کی شادی ہو چکی ہے) بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ مجھے ان کے پہلی بار مشن ہاؤس آنے کا واقعہ کبھی نہیں بھول سکتا۔ اسلام کے بارہ میں کافی مطالعہ کرنے اور صدر جماعت کی بھرپور تبلیغی مساعی کے بعد انہوں نے مشن ہاؤس آنے کا پروگرام بنایا لیکن مجھے اس بارے میں کچھ علم نہ تھا۔ میں اتفاق سے صدر دروازہ کے پاس گیا تو دیکھا کہ باہر ایک نوجوان انگریز دوست اور انگریز خاتون کھڑے ہیں۔ باہر چونکہ سخت سردی تھی اور ہلکی ہلکی بارش بھی ہو رہی تھی اسلئے میں نے بغیر کسی تعارف یا بات چیت کے انہیں اندر آنے کی دعوت دی۔ شاید نا واقفیت اس کا سبب ہو۔ انہیں اندر آنے میں کچھ تامل سا تھا انگریز دوست نے چاہا کہ وہ اپنا تعارف بتائے کیونکہ اسے علم تھا کہ ہمیں غائبانہ طور پر ان کے بارے میں علم ہے لیکن میں نے اصرار کیا کہ پہلے اندر تو تشریف لائیے۔ چنانچہ وہ اندر آئے اور کھڑے کھڑے کچھ بات کرنا چاہی۔ لیکن میں نے اصرار کیا کہ آئیے کمرہ میں تشریف لائیے وہاں آرام سے بات چیت ہو گی۔ چنانچہ وہ میرے ساتھ اوپر فلیٹ میں آئے۔ تعارف ہوا۔ بات چیت ہوئی۔ اُن کی خاطر تواضع کی۔ انہوں نے کئی سوالات پوچھے اور پھر اگلے روز بھی تشریف لائے۔ دوسرے روز ہمارے یہ انگریز دوست مسرت کا اظہار کرنے لگے کہ ایک بات پر میں اب تک حیران ہوں کہ کل آپ نے ہمیں بغیر کسی تعارف کے اور بغیر کسی سابقہ شناسائی کے اندر آنے کی دعوت کس طرح دی اور پھر ایسی دوستی اور بے تکلفی کا اظہار کہ جب تک ہمیں کمرہ میں بٹھا نہ لیا مجھے کسی تعارف کا موقع تک نہ دیا۔ بات معمولی سی تھی اور ایسا کرنا میرا فرض تھا لیکن اس ذرا سی بات نے انہیں بہت متاثر کیا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ در اصل سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زرّیں ہدایت پر عمل کی برکت ہے کہ ہمیشہ اپنے بھائیوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملا کرو کیونکہ یہ بھی ایک نیکی ہے۔

(۶)

آج ابھی ابھی مجھے ایک انگریز خاتون کا خط موصول ہوا ہے اور یہی خط اس سارے مضمون کا محرک بن گیا ہے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ انگلستان دہریت و الحاد کا ملک ہے جس سے ذہنوں پر ایسا اثر ہونے لگتا ہے کہ شاید اس ملک میں رہنے والے لوگوں میں خدائے واحد و یگانہ کے طلبگار اور متلاشی

افراد کا وجود عنقا صفت ہے۔ اگرچہ کثرت ایسے ہی لوگوں کی ہے جن کو مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن ایسے صاف دل لوگ بھی موجود ہیں جو مذہبی امور میں گہری دلچسپی لینے والے اور مذہبی احکام پر سختی سے کاربند ہیں۔ اس لامذہبیت کے ماحول میں ایسی سعید روحیں بھی ہیں جو خدائے واحد کی متلاشی ہیں اور لاریب ایسے لوگوں کا وجود آیت قرآنی اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰی کی حقانیت کا زندہ گواہ ہے۔

یہ انگریز خاتون جس کا میں ذکر کر رہا ہوں چند روز ہوئے مشن ہاؤس میں آئی تھیں۔ یہ عیسائی ہیں لیکن عیسائیوں کے عمل کو دیکھ کر مذہب سے متنفر ہیں۔ اسی دوران ایک مسلمان ڈاکٹر کے نیک نمونہ نے ان کو اسلام سے قریب کر دیا اور وہ مزید تحقیق کے لئے لمبا سفر کرکے آئی تھیں۔ اس روز اتفاق سے محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی لندن میں ہی تھے۔ چنانچہ آپ نے بھی بات چیت میں شرکت فرمائی۔ کافی دیر تک تفصیل سے بات چیت ہوئی۔ چند کتب بھی مطالعہ کے لئے ان کو دیں۔ آج ابھی اس انگریز خاتون کا خط آیا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے:۔

"Why I am so interested in Islam. Because I not only want proof of the existence of God, But I also want to know Him personally, and I hope you may be able to help me."

دہریت و الحاد کے ماحول میں دن رات بسر کرنے والی ایک انگریز خاتون کے قلم سے نکلے ہوئے یہ الفاظ اس بات کا منہ بولتا ہوا ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گمراہی اور ظلمت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں نور اور اُمید کی کرنیں پیدا ہو رہی ہیں۔ میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ خوش آئند اور حوصلہ افزا تبدیلی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر سے پیدا ہو رہی ہے جو ان مغربی اقوام کے دلوں پر اسلام کی حکومت کے قیام پر منتج ہوگی۔

(۷)

اس خط کو پڑھ کر مجھے ایک اور واقعہ یاد آگیا۔ گزشتہ سال ہمارے نہایت ہی مخلص جرمن احمدی بھائی ڈاکٹر عبدالہادی صاحب کیوسی (جو اسپرانٹو زبان کے ماہر ہیں اور اس زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی بھی سعادت حاصل کر چکے ہیں) ایک کانفرنس میں شمولیت کے سلسلہ میں فرانکفورٹ سے لندن تشریف لائے۔ چند روز مشن ہاؤس میں قیام کیا۔ مشن میں ان کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ اس میں انہوں نے مختصر تقریر بھی کی اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ دو شعر جو انہوں نے بہت کوشش اور عمدگی سے یاد کئے تھے نہایت

خوش الحانی اور پُرسوز آواز میں ترنّم کے ساتھ پڑھ کر سُنائے ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
ہو رہے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

ڈاکٹر صاحب کی پُرسوز آواز نے ایک عجیب سماں پیدا کر دیا اور یہ دیکھ کر کہ یہ الفاظ ایک ایسے نومسلم کی زبان سے ادا ہو رہے ہیں جو اپنے اخلاص اور ایمان میں ایک نمونہ ہے اور پھر اس کا وجود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی کی صداقت کا زندہ ثبوت ہے سامعین پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی ــــ اللہ تعالیٰ کے اس نشان کو بچشمِ خود پورا ہوتے دیکھ کر خوشی اور شکر کے ملے جُلے جذبات کے ساتھ ہر آنکھ اشکبار تھی اور دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز۔ واقعی یہ ایک غیر معمولی روحانی تجربہ تھا۔

خدا کرے کہ اہلِ مغرب کے دلوں میں پاک تبدیلی کے یہ آثار بہت جلد اپنے کمال کو پہنچیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دیارِ مغرب و مشرق کو اسلام کے نور سے منوّر کر دے آمین +

بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ کے معنوں کے لئے حوالہ

(مکرم چوہدری محمد احسان الٰہی صاحب جنجوعہ ایڈووکیٹ چنیوٹ)

رسالہ خدام الدین لاہور بابت ۱۰ نومبر ۱۹۶۲ء میں درج ہے کہ:-

"اس شخص اور اس قوم کی عزت اور اولو العزمی اور خدا تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے جو قرآن سے جوڑ قائم کرے اور قرآن کو ہی اپنا مقصودِ زندگی ٹھہرائے۔

صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نقل کی گئی ہے۔ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِنَّ اللّٰہَ یَرفَعُ بِھٰذَا الکِتَابِ اَقوَامًا وَیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِینَ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:- بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) پر عمل کرنے کی وجہ سے بہت سی قوموں کو بلندی عطا فرمائیگا اور اس پر عمل نہ کرنے والی دوسری قوموں کو نیچے گرا دے گا۔"

(خدام الدین لاہور ۱۰ نومبر ۱۹۶۲ء)

کیا بل رفعہ اللہ الیہ کی تفسیر و تشریح کے لئے یہ واضح حوالہ نہیں؟ جس طرح اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق قوموں کا رفع کرتا ہے ایسے ہی اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع فرمایا نہ کسی اور طرح +

مقامِ نبوّت کے متعلّق حضرت امیر ہمدانی کی دو ضروری تصریحات

(از جناب ڈاکٹر محمّد اسحاق صاحب خلیل پی ایچ ڈی۔ سوئٹزرلینڈ)

حضرت سیّد علی ہمدانی کے متعلق ایک خطی نسخہ جرمنی کی ٹوبنگن یونیورسٹی میں موجود ہے۔ اس نسخہ کا نمبر ۴۲۶ : I ہے۔ صفحہ ۹۷ پر مقامِ نبوّت کے متعلق حسب ذیل تصریحات قابلِ غور ہیں :-

" ولایتِ اولیاء در تحت ولایتِ انبیاء باشد۔ پس ولایت محمّدی بہ نسبت ولایتِ دیگر انبیاء مطلقہ بود و ولایتِ انبیاء بہ نسبت ولایتِ اولیاء مطلقہ باشد۔ و ہریک ازیں ولایتِ مطلقہ و مقیدہ محمّدی و دیگر انبیاء مقتضیِ مظہرست کہ ختمِ آں مطلقہ و مقیدہ دراں مظہر بود۔ .... و شیخ محی الدین میگوید کہ من خاتمِ ولایتِ مقیدہ محمّدی ام۔ و مہدی کہ از نسلِ محمّد رسول اللہ است خاتمِ ولایت مطلقہ محمّدی باشد۔ پس شیخ محی الدین در ولایتِ محمّدی رسیدہ باشد و دیگرے را ممکن نبود کہ بعد از وی بآں مرتبہ رسد۔ امّا بمرتبہ ولایتِ انبیاء دیگر تواند رسیدن۔ ہر کسے بمقدار مشرب خود و مہدی بمرتبہ روح باشد کذا بیّن الامیر ہمدانی۔"

(رسالہ در فضائل و مناقب سیّد علی ہمدانی صفحہ ۹۷ ٹوبنگن)

ترجمہ۔ ولایتِ اولیاء ولایتِ انبیاء کے ماتحت ہوتی ہے۔ لہذا ولایتِ محمّدی بہ نسبت ولایتِ دیگر انبیاء مطلقہ ہے اور ولایتِ انبیاء ولایتِ اولیاء کی نسبت سے مطلقہ ہوتی ہے۔ ولایت کی ہر قسم یعنی ولایت مطلقہ محمّدی اور ولایتِ مقیدہ محمّدی اور دوسرے انبیاء کی ولایت اِس امر کی مقتضی ہے کہ کوئی مظہر پیدا ہو تاکہ ولایتِ مطلقہ و مقیدہ اس طریق مقامِ ختم (یعنی مقامِ تصدیق و مُہر زنی) اس مظہر کے ذریعہ جلوہ گر ہوسکے شیخ محی الدین فرماتے ہیں کہ میں ولایتِ مقیدہ محمّدی کا خاتَم (تصدیق کنندہ) ہوں۔ اور حضرت مہدی معہود جو رسولُ اللہ کی نسل سے ہوں گے۔ ولایت مطلقہ محمّدی کا خاتَم (مُہر زن و تصدیق کنندہ)

ہوں گے۔ لہذا (خاتم سے مراد یہ ہے کہ) کسی اور کے لئے ممکن نہیں ہو سکتا کہ شیخ محی الدین کے بعد ولایت محمدی کے مرتبہ تک جو کہ شیخ محی الدین نے حاصل کیا ہے رسائی حاصل کرے۔ ہاں دوسرے انبیاء کی ولایت کے مقام کا حصول ممکن ہے۔ یعنی ہر ایک اپنے ظرف (مشرب) کے مطابق پہنچ سکتا ہے۔ اور مہدی بمرتبہ روح ہونگے امیر ہمدانی نے ایسا ہی فرمایا۔"

امیر ہمدانی کا مذکورہ بالا فرمان حدیث نبوی علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل کی تفسیر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مسلمانوں میں ایسے اولیاء پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا مقام انبیاء بنی اسرائیل کے برابر ہے اور یہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپؐ کے فیضان کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ اُمتِ محمدیہ میں بلند ترین مقام حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لئے مقدر تھا۔ چنانچہ یہ مقامِ نبوت و ولایت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے عطا کیا گیا۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی نسل ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ ہاں حضرت مرزا صاحبؑ کا مقام جملہ انبیاء بنی اسرائیل نیز آنحضرتؐ اور اولیائے اُمتِ محمدیہ کی برکات کا مظہر ہے۔ لہذا اب اُمتِ محمدیہ کے لئے روحانی مراتب حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کرنا اور خاتم الاولیاء حضرت مہدی علیہ السلام پر ایمان لانا ضروری ہے۔ خاتم الاولیاء حضرت مہدی علیہ السلام اور خاتم الانبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی ولی گر اور نبی گر۔

یہ امر کہ خاتم سے مراد تصدیقی مُہر ہے خود حضرت امام ہمدانی کی تصریحات سے واضح ہوتا ہے وگرنہ آپ حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ کو خاتم الاولیاء (من جھۃٍ) قرار نہ دیتے۔

وفاتِ مسیح کے لئے تفسیر محمدی کا مفید اقتباس

تفسیر سورہ آل عمران میں نجران کے عیسائیوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کو پنجابی اشعار میں بیان کرتے ہوئے جناب حافظ محمد صاحب لکھو کے والے تفسیر محمدی میں لکھتے ہیں ؎

فیر مسیح جھگڑن کہن جے عیسیٰ بیٹا رب دا ناہیں
تا ہیوا وسدا فیر کیہڑا ہویا آکھیا نبیؐ تداہیں
جو ہیوے دیاں مشابہ بیٹا ہوندا شک نہ کوئی
بھی زندہ رب ہمیش نہ مرسی موت عیسیٰ نوں ہوئی

(تفسیر محمدی جلد اوّل۔ منزل اوّل صفحہ ۲۴۶)

(مرسلہ [illegible] الفضل ۶۹-۱۱-۵ [illegible])

حضرت سلطان القلمؑ کا جدید علم کلام

اور

شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی

(محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد)

نیرِّ اعظم جب اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ مطلعِ عالم پر جلوہ افگن ہوتا ہے تو بحر و بر بقعۂ نور بن جاتے ہیں اور کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس کی روشن کرنوں سے جگمگا اُٹھتا ہے۔ بعینہٖ یہی کیفیت امام الزمان کے ظہور کے وقت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزارہا انوار اُس کے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورتِ انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشارِ روحانیت اور نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اُٹھتی ہیں پس جو شخص فکر اور غور کے ذریعہ سے دینی تفقہ کی استعداد رکھتا ہے اس کے تدبّر اور سوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے۔ اور جس کو عبادات کی طرف رغبت ہو اس کو تعبّد اور پرستش میں لذّت عطا کی جاتی ہے۔ اور جو شخص غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کرتا ہے اس کو استدلال اور اتمام حجّت کی طاقت بخشی جاتی ہے اور یہ تمام باتیں درحقیقت اسی انتشارِ روحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اُترتی اور ہر ایک مستعد کے دل پر نازل ہوتی ہے۔۔۔۔ جیسا کہ دیوار پر آفتاب کا سایہ پڑتا ہے تو دیوار منوّر ہو جاتی ہے اور اگر چُونہ اور قلعی سے سفید کی گئی ہو تو پھر تو اور بھی زیادہ چمکتی ہے اور اگر اس میں آئینے نصب کئے گئے ہوں تو ان کی روشنی اس قدر بڑھتی ہے کہ آنکھ کو تاب نہیں رہتی مگر دیوار دعویٰ نہیں کر سکتی کہ یہ سب کچھ ذاتی طور پر مجھ میں ہے کیونکہ سورج کے غروب کے

بعد پھر اس روشنی کا نام و نشان نہیں رہتا۔
پس ایسا ہی تمام الہامی انوار امام الزمان
کے انوار کا انعکاس ہوتا ہے۔"
(ضرورۃ الامام ص۳۵)

مسیح محمدی کی بعثت کا زمانہ چونکہ انتشارِ نورانیت کا ایک موعود زمانہ تھا اسلئے اس میں ان انوار و برکات کا وسیع پیمانے پر ظہور ہوا اور ملہمین، مفکرین اور مناظرین تینوں طبقات پر سلطان القلم کے جدید روحانی علم کلام کا گہرا اثر ہوا جسکی بہت سی مثالیں سلسلہ کے لٹریچر میں آچکی ہیں اور مزید تحقیق و تفحّص کے لئے ابھی ایک وسیع بلکہ غیر محدود میدان فرزندانِ احمدیت کے سامنے کھلا ہے۔

میں زیرِ ترتیب مضمون میں شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی[۱] جیسے ملّتِ اسلامیہ کے ممتاز مفکّر کے ادبی و نثری شہ پاروں میں سے بطور نمونہ صرف ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیلؑ کے اِس نظریّہ کی عکاسی ہوتی ہے جو حضورؑ نے اسلام اور علوم جدیدہ کی باہمی کشمکش بلکہ نظریاتی جنگ کے دوران بطور حَکَم عَدَل پیش فرمایا تھا۔

تاریخ اسلام کا یہ کھلا ورق ہے کہ انیسویں صدی میں مغربی علوم کی یلغار نے اسلامی دُنیا کو کھلم کھلا دو کیمپوں میں تقسیم کر ڈالا تھا۔ ایک گروہ اُن لوگوں کا تھا جنہوں نے اپنی عافیت انگریزی علوم کا بائیکاٹ کرنے میں سمجھی مگر دوسرا گروہ ان علوم کے سامنے سپر انداز ہوگیا اور اسلامی حقائق کو علومِ جدیدہ کی عینک سے مطالعہ کرنے اور اسی کے مطابق قرآنی عقائد و نظریات کی تشریح و تعبیر کرنے لگا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صحیح اور معتدل روش اختیار کی اور علومِ جدیدہ کے ان حملوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر ہمارے مخالفوں میں سے کوئی شخص علمِ طبعی میں دخل رکھتا ہے تو وہ اسی طبعیانہ طرز سے اعتراض کرتا ہے اور یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اسلام علم طبعی کی ثابت شدہ صداقتوں کے مخالف بیان کرتا ہے ..... اسی طرح علم ہیئت پر جس کو کچھ نظر ہے وہ اسی راہ سے تعلیم اسلام پر اپنے اعتراضات کر رہا ہے۔ غرض جہاں تک میں نے دریافت کیا ہے تین ہزار کے قریب اعتراض اسلام اور قرآن کریم کی تعلیم اور سیّد و مولیٰ کی نسبت کوتہ بینوں نے کئے ہیں مگر جب غور سے دیکھا جائے تو یہ اعتراضات اسلام کے لئے مضر نہیں بلکہ اگر ہم آپ ہی غفلت نہ کریں تو اسلام کے مخفی دقائق و حقائق کے کھلنے کے لئے حکمتِ خداوندی نے یہ ایک ذریعہ پیدا کر دیا ہے .....

---

[۱] ولادت ۱۸۳۷ء ۔ وفات ۱۹۱۴ء

ہاں یہ اعتراضات غفلت کی حالت میں سخت خوف کی جگہ ہیں اور ایک ضلالت کا طوفان برپا کرنے والے معلوم ہوتے ہیں اور مجرد اسلامی عقائد کا یاد رکھنا یا پرانی کتابوں کو دیکھنا ان سے محفوظ رہنے کے لئے کافی نہیں ..... اور اگر مسلمان لوگ اس بلا کو تغافل کی نظر سے دیکھیں گے تو رفتہ رفتہ اُن میں اور اُن کی ذریت میں یہ زہرناک مادہ اثر کرے گا یہاں تک کہ ہلاکت تک پہنچائے گا۔ وہ ایمان جو بُرے ارادوں اور لغزشوں پر غالب آتا ہے بجز عرفان کی آمیزش کے کبھی ظہور پذیر نہیں ہو سکتا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۲۸-۲۷)

یہی نہیں حضرت اقدس علیہ السلام نے خدا سے خبر پا کر یہ بھاری بشارت دی کہ :-

"یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلّت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علومِ جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار اُن کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکرِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رُو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا، بلکہ حال کے علومِ مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں..... میں متعجب ہوں کہ آپ نے کس سے اور کہاں سے سُن لیا اور کیونکر سمجھ لیا کہ جو باتیں اس زمانہ کے فلسفہ اور سائنس نے پیدا کی ہیں وہ اسلام پر غالب ہیں۔ حضرت خوب یاد رکھو کہ اس فلسفہ کے پاس تو صرف عقلی استدلال کا ایک ادھورا ہتھیار ہے اور اسلام کے پاس یہ بھی کامل طور پر اور دوسرے کئی آسمانی ہتھیار ہیں پھر اسلام کو اس کے حملہ سے کیا خوف؟ پھر تعجب کہ آپ اس قدر اس فلسفہ سے کیوں [illegible] ہیں اور کیوں اس کے قدموں کے نیچے گرے جاتے ہیں اور کیوں قرآنی آیات کو تاویلات کے شکنجہ پر چڑھا رہے ہیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۶ حاشیہ)

حضور علیہ السلام نے یہ الفاظ فروری ۱۸۹۳ء میں مسلمانانِ ہند [illegible] آنجہانی مرحوم بانی علیگڑھ کالج کو مخاطب کرتے ہوئے [illegible]

تحریر فرمائے اور ساتھ ہی اظہارِ تعجب کیا کہ "وہ اسلام سے محبت بھی رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے ہمدرد بھی ہیں اور اہلِ اسلام کی ذرّیت کی دنیوی حالت کے خیر خواہ بھی مگر باوصف اس کے تعجب پر تعجب یہ کہ وہ کیوں بیّنات قرآن کریم کے برخلاف نہایت مجہول اور منکر رائیں ظاہر کر رہے ہیں۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۲۶ حاشیہ)

بقول خواجہ غلام السیدین سر سیّد مرحوم کے حلقۂ احباب اور رفقاء میں جو بڑے بڑے مشاہیر اور قابلِ احترام لوگوں پر مشتمل تھا علامہ حالی مرحوم کا مقام سب سے برتر، سب سے افضل اور سب سے بلند تھا۔ مولانا حالی اگرچہ مسلمانانِ برصغیر کی عام تعلیمی بیداری میں سر سیّد کے ساتھ برابر کے شریک تھے مگر جیسا کہ شیخ محمد اکرام ایم۔ اے نے "موجِ کوثر" نامی کتاب میں لکھا ہے وہ قومی درد اور بے غرضی میں سر سیّد سے بھی بڑھے ہوئے تھے۔ بایں ہمہ وہ سر سیّد کی شخصیت سے بہت متاثر تھے جس کا اندازہ اُن کی مشہور تالیف "حیاتِ جاوید" سے بخوبی لگ سکتا ہے۔

علامہ حالی نے حضرت مسیح موعودؑ کی مذکورہ کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلام" کی اشاعت کے قریباً ایک سال بعد ندوۃ العلماء کے اجلاس کانپور منعقدہ ۲۲ تا ۲۴ اپریل ۱۸۹۴ء کے لئے ایک تقریر لکھی جو جلسہ عام میں سنائی گئی اور پھر ندوۃ العلماء کے اجلاس سالِ اوّل کی رپورٹ میں اشاعت پذیر ہوئی۔ مولانا حالی نے اس تقریر کے آخر میں اسلام پر ہیئت جدیدہ کے حملہ اور اس کی مدافعت کا جن الفاظ میں ذکر کیا ان میں سلطان القلمؑ کے جدید علم کلام کی نمایاں جھلک نظر آتی ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا:-

"ہیئتِ جدیدہ کو یہ سمجھ کر کہ نصوصِ قرآنی کے خلاف ہے ترک کرنا اور اس سے دین میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ کرنا گویا اس بات کا تسلیم کر لینا ہے کہ دینِ اسلام اس کے حملے کی تاب نہیں لا سکتا۔ جو لوگ دینِ اسلام کو دینِ برحق اور خدا کا بھیجا ہُوا دین سمجھتے ہیں اُن کا یہ اعتقاد ہونا چاہیئے کہ اگر ہیئتِ جدیدہ سچی ہے تو یقیناً وہ اصولِ اسلام کے خلاف نہیں ہو سکتی اور اگر وہ اصولِ اسلام کے خلاف ہے تو یقیناً جھوٹی ہے اور ہم ضرور اس کی غلطی اور جھوٹ ثابت کر سکیں گے۔"

پھر لکھا:-

"لیکن اس بات کے دریافت کرنے کے لئے کہ وہ غلط ہے یا صحیح یا اصولِ اسلام کے خلاف ہے یا نہیں ضرور ہے کہ اوّل اس کا علم حاصل کیا جائے ...

... ہیئتِ جدیدہ کو بھی درس میں داخل کرنا چاہیئے تا کہ اگر وہ فی الواقعہ اصولِ اسلام کے خلاف ہو تو ہمارے علماء کو اس کے ردّ کرنے کا موقعہ

ملے" (بحوالہ کلیات نثر حالی جلد دوم صفحہ ۴۶ - ۴۷ طبع اول نومبر ۱۹۶۸ء)

ایک ماموربانی اور مصلح یزدانی کے کلام اور ایک عام دینی راہ نما میں جو بیّن اور واضح فرق اور امتیاز ہوتا ہے وہ مندرجہ بالا تحریرات کے مطالعہ سے بخوبی نمایاں اور عیاں ہے۔ مگر یہاں اس ضروری پہلو پر کوئی روشنی ڈالنا عاجز راقم کے مدنظر نہیں بلکہ معزز قارئین کی توجہ نہایت ادب سے صرف اس **مرکزی نقطہ** کی طرف مبذول کرانا مقصود ہے کہ انیسویں صدی میں فلسفۂ ہیئت اور طبعیات کی یورش نے سرسید مرحوم جیسے نامور مسلم لیڈر ہی کو خوفزدہ اور دہشت زدہ نہیں کیا تھا بلکہ خود علامہ حالی ۱۸۷۹ء سے اسلام اور مسلمانوں کی مرثیہ خوانی کرتے ہوئے یہاں تک فریاد فرما چکے تھے کہ ؎

وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
وہ قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی
اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتا ہے
بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے
(مسدس حالی)

سوال یہ ہے کہ اس سراسر مایوس کن فضا اور تاریک ماحول میں ۱۸۷۹ء کے بعد مولانا حالی کے دل میں اسلام کے مقابل مغربی علوم کے پسپا ہونے اور شکست پا جانے کا احساس کس نے پیدا کیا؟ کس نے مُردہ جسموں میں یقین اور ولولہ اور جوش کی نئی رُوح پھونکی۔ ہاں ہاں وہ کونسا مجاہدِ اعظم تھا جس کے باطل شکن قلم نے ۱۸۹۳ء سے قبل مسلمانوں کو غفلت کے پردے چاک کر کے علوم جدیدہ سیکھنے اور ان سے "اسلام کے مخفی حقائق و دقائق" کا انکشاف کرنے کی آسمانی تحریک کی؟

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت سلطان القلم کے انفاسِ قدسیہ اور تاثیراتِ سماویہ کے فیض و برکت سے اب ممالک اسلامی میں علوم جدیدہ کی روشنی میں اسلامی حقائق کی برتری ثابت کرنے کا زبردست رجحان پیدا ہو رہا ہے ٭

"مضامینِ مظہر"

دو صد صفحات کی یہ کتاب ان دلپذیر مقالات کا مجموعہ ہے جو سلسلہ کے نامور عالم اور مخلص خادم حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر بی اے ایل ایل بی کے قلم سے جماعت احمدیہ کے جرائد و رسائل جات میں طبع ہوتے رہے ہیں ۔۔۔ ان مضامین کو قبولِ عام حاصل ہے۔ زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ اور قائد مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور نے بہت اچھا کیا کہ ان علمی مضامین کو یکجا شائع کر دیا ہے۔

اس کتاب کا تعارف محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے رقم فرمایا ہے۔ ملنے کا پتہ: شیخ محمد یوسف صاحب احمدیہ مسجد فضل امین پور بازار۔ لائل پور ٭

فوٹو کے متعلق اخبار اہلحدیث امرتسر کا ایک بیان

[فوٹو کے جواز کے متعلق اہلحدیثوں کا ایک طبقہ ابھی تک معترض ہے۔ اگرچہ خود ان کے مولویوں کے فوٹو دھڑا دھڑ چھپ رہے ہیں۔ ذیل میں ہم مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری متوفی کے مشہور اخبار اہلحدیث امرتسر کا ایک باحوالہ اقتباس معترض اہلحدیثوں پر اتمام حجت کے لئے درج کرتے ہیں ——— (ایڈیٹر)]

"سلطان ابن سعود ایدہ اللہ جو حنبلی مذہب کے آج امام ہیں اپنا فوٹو بے تامل شائع کراتے ہیں۔

حافظ ابن قیم کی کتاب "عدت الصابرین" مصر میں سلطان ممدوح کے حکم و نفقہ سے چھپتی ہے تو اس میں بھی اُن کا فوٹو موجود ہے۔ حال ہی میں سلطان موصوف کا حکم اُمّ القریٰ یکم نومبر میں بذیل السلحہ ایکٹ نکلا ہے۔ یوضع فیھا صورۃ صاحبھا الشمسیۃ (ص۲ کالم ۵) یعنی ہر لائسنس پر مالک ہتھیار کی تصویر فوٹو والی ہونی ضروری ہے۔

آنحضرت صلعم کی انگوٹھی

عن عبد اللہ بن محمد بن عقیل انہ اخرج لھم خاتما فقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبسہ فیہ تمثال اسد رواہ عبد الرزاق۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری میں شیر (ببر) کی مورت ہوتی تھی۔

ابوہریرہؓ صحابی کی انگوٹھی

کان علی فص خاتم ابی ھریرۃ تمثال ذبابین (عینی شرح ھدایہ) حضرت ابوہریرہؓ کی انگوٹھی کے نگینہ پر دو مکھیوں کی مورتیں تھیں۔

ابو موسیٰؓ صحابی کی انگوٹھی

ان عمر رضی اللہ عنہ اعطی ابا موسیٰ خاتماً الخ (عینی) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو ایک انگشتری دی تھی جس کے نگینہ میں دائیں بائیں دو شیر اور بیچ میں ایک لڑکے کی تصویر تھی۔

اُمّ المومنین عائشہ صدیقہؓ

ابو داؤد و نسائی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے طاقچہ پر گڑیاں اور لکڑی کا بنا ہوا گھوڑا پر دار دیکھا تو پوچھا " ماھذا یا عائشۃ قالت قلت بناتی و فرسی۔ قال فرس لہ جناحان؟ قلت الم تسمع انہ کان لسلیمان خیل لھا اَجْنِحَۃٌ فَضَحِکَ (فتح) اے عائشہؓ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ گڑیاں تو میری بیٹیاں ہیں اور ان کی سواری کے لئے یہ گھوڑا ہے۔ آپؐ نے پھر پوچھا کہ کیا گھوڑے کے پر بھی ہوتے ہیں؟ عائشہؓ بولیں واہ

آپ نے سُنا نہیں کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس پَردار گھوڑے تھے؟ اس جواب پر آپؐ ہنسنے لگے۔ نہ ان کو ہٹایا نہ توڑا نہ شکل مٹائی نہ اپنے حجرہ سے نکال کر پھینکا۔

عروہ تابعی کا تکیہ

عن عروۃ انہٗ کان یتکیٔ علی المرافق فیہا تماثیل الطیور والرجال رواہ ابن ابی شیبۃ (فتح) یعنی حضرت عائشہؓ کے بھانجے عروہ کے تکیہ میں چڑیوں اور مردوں کی تصویریں تھیں۔

ایسے بہت سے نظائر ہمارے پاس موجود ہیں۔ یہ تو مشتے نمونہ از خروارے ہیں۔ ان اصحابؓ تابعین کی بابت ہمارے علماء کرام کیا فتویٰ دیتے ہیں؟ کیا یہ سب لوگ ملعون و معذّب ہیں؟ اگر نہیں تو ان کا تعامل صاف بتا رہا ہے کہ حرمتِ تصویر کا حکم منسوخ ہو چکا ہے جیسا کہ شرح بخاری میں ہے الوعید علی من کان فی ذالک الزمان لقرب العہد لعبادۃ الاوثان واما الأن فلا (فتح پ) عہد نبوی میں چونکہ بُت پرستی کا زمانہ قریب ہی گزرا تھا تصویریں منع کر دی گئی تھیں اب ممانعت منسوخ ہو چکی ہے جس کا شاہد تعامل ہے جیسے شراب کے برتن۔

آنحضرتؐ کا فوٹو

اخرجت میمونۃ لابن عباس المرأۃ التی کانت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فنظر فیہا فرأی صورۃ النبی صلعم ولم یر صورۃ نفسہٖ الخ (فتح الباری پ۲۸) آنحضرتؐ کی بیوی میمونہؓ جو ابن عباسؓ کی خالہ ہیں انہوں نے اپنے بھانجے عبداللہ بن عباس کو آنحضرتؐ کا شیشہ دکھایا جس پر آنحضرتؐ کی تصویر ثبت تھی۔ ابن عباسؓ نے اس کو دیکھا اس شیشہ میں اُن کو اپنی شکل نظر نہ آئی۔ اس فوٹو کو دیکھ کر ابن عباس ہمیشہ اپنے کو تسلّی دیتے رہے۔ اسی طرح ہرقل شاہ روم کے پاس بھی آنحضرتؐ کا فوٹو موجود تھا جسے ابوسفیان نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ وہ خود کہتے ہیں اخرج ھرقل حریرۃ فیہا صورۃ محمّد فقلنا باجمعنا ھذہٖ صورۃ محمّد (ابونعیم و فتح الباری پ۱) ابوسفیان کے قافلہ میں جتنے لوگ تھے سب نے اس ریشمی ٹکڑا پر آنحضرتؐ کی تصویر دیکھ کر پہچان لی تھی۔ اسی طرح آنحضرتؐ کو حضرت عائشہؓ کا فوٹو ریشمی ٹکڑے پر قبل نکاح دکھایا گیا تھا۔ یہ واقعہ صحیحین میں ہے۔ تعجب ہے کہ مولوی لوگ ان روایات کو باوجود پڑھنے پڑھانے کے بھی بیک زبان تصویروں اور فوٹو کو حرام کہہ جاتے ہیں۔"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۵ ۹ صفر ۱۳۵۵ھ یکم مئی سنہ ۱۹۳۶ء)

تبدیلی پتہ

خریدار حضرات سے التماس ہے کہ تبدیلی پتہ کی اطلاع فوری طور پر ارسال فرمایا کریں (مینجر الفرقان ربوہ)

حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ اور اُن کا اصلی قصیدہ

مؤلفہ :۔ قمر اسلام پوری

انجمن حمایت اسلام لاہور کے ہفت روزہ رسالہ حمایت اسلام مؤرخہ ۱۰ نومبر ۱۹۷۲ء میں ایک تبصرہ کتاب "حضرت شاہ نعمت اللہ ولی اور ان کا اصلی قصیدہ" پر شائع ہوا ہے جسے افادۂ احباب کی خاطر من وعن درج ذیل کیا جاتا ہے ـــــ (ایڈیٹر)

ضخامت :۔ ۷۲ صفحات
قیمت :۔ ایک روپیہ پچاس پیسے
ناشرین :۔ مکتبۂ پاکستان چوک انارکلی لاہور

حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ آٹھ سو سال قبل ایک نہایت عالم و فاضل اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے ۔ اطراف دہلی کے باشندے اور روحانی دنیا کے حکمران تھے ۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے علم و اطلاع پاکر فارسی زبان میں ایک بے نظیر قصیدہ لکھا تھا جو زمانہ آئندہ میں رونما ہونے والے حالات و واقعات پر مشتمل تھا۔ اُن کے منجانب اللہ اور ان کے قصیدے کے الہامی ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ اُنہوں نے اپنے شہرۂ آفاق قصیدے میں جو پیشگوئیاں کی تھیں وہ حرف بحرف پوری ہوئیں۔ عرصے تک یہ قصیدہ مخطوطے کی شکل میں محفوظ رہا اور اس کے بہت سے اشعار زبان زدِ خلائق ہوگئے ۔ سوا سو سال ہوئے کہ یہ قصیدہ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "اربعین فی احوال المہدیین" میں شائع ہوگیا۔ یہ دوسرا ثبوت ہے اس قصیدہ کے اصلی ہونے کا۔ مگر افسوس کہ بعد میں اس میں تحریف کی گئی ۔ اور مختلف لوگوں نے اپنے مخصوص مقاصد کے تحت اس میں ردّ و بدل کیا ۔ اس سے بھی بڑا ستم یہ ہوا کہ یہ قصیدہ ایران کے ایک بزرگ حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ سے منسوب کر دیا گیا۔ یہ ایک سازش تھی اور اس سازش میں ایران کے جھوٹے مدعیٔ نبوت[1] علی محمد باب کے معتقدین نے حصہ لیا اور اس میں جگہ بجگہ تحریف کی ۔ اس کے بعد شاہ نعمت اللہ ولیؒ ہی کے نام سے دو اور جعلی قصیدے تصنیف کئے گئے اور انہیں خوب خوب شہرت دی گئی ۔ لیکن چونکہ ان جعل سازوں کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہ تھا اسلئے ان جعلی قصیدوں میں جو پیشگوئیاں درج کی گئی تھیں وہ سب باد ہوا ثابت ہوئیں ۔ علاوہ ازیں ان

[1] الفرقان: علی محمد باب نے قطعاً دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ بابی اور بہائی لوگ دورِ نبوت کو منقطع قرار دیتے ہیں۔ لوگ بابی اور بہائی کتابوں کا مطالعہ نہ کرنے کے باعث اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جعلی قصائد میں متعدد اشعار ایسے ہیں جن میں زبان و بیان کی بے شمار غلطیاں ہیں جن کی توقع شاہ نعمت اللہ ولیؒ جیسے فاضل بزرگ سے نہیں کی جا سکتی۔

جناب قمر اسلام پوری ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے عربی، فارسی اور انگریزی زبان کی بیسیوں مستند کتابوں اور رسالوں کو کھنگال کر ثابت کیا کہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ اور شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ دو مختلف شخصیتیں ہیں۔ دونوں میں صدیوں کا فاصلہ ہے اور شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ سے جو قصائد منسوب کئے گئے ہیں وہ سب جعلی اور فرضی ہیں۔ اصلی قصیدہ وہی ہے جو "قدرتِ کردگار می بینم" سے شروع ہوتا ہے اور جس کے مصنف نواحِ دہلی کے صاحبِ کشف بزرگ حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ ہیں۔ یہ کتاب تالیف کرکے جناب قمر اسلام پوری نے عام مسلمانوں اور تاریخ و تحقیق سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے قابلِ قدر علمی سرمایہ پیش کیا ہے اور لوگوں کو ایک بہت بڑی ذہنی اُلجھن سے نجات دلا دی ہے۔ کتاب میں جعلی قصائد بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ ان کی جعل سازی کا تاریخی پس منظر بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ آخر میں شاہ نعمت اللہ ولیؒ کا اصلی قصیدہ اور اس کا اُردو ترجمہ بھی پیش کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے اصلی اور حقیقی ہونے کے جو دلائل پیش کئے گئے ہیں بلاشبہ وہ ناقابلِ تردید ہیں۔

مؤلف نے اس کتاب کی تالیف میں جو محنتِ شاقہ برداشت کی ہے اس سے ان کی وسعتِ نظر کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مختلف علوم اور متعدد زبانوں پر انہیں غیر معمولی عبور حاصل ہے۔ [illegible] بلاشبہ مؤلف محنت کے علاوہ وہ محقق [illegible] ضرورت ہے کہ اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو اور کوئی لائبریری اور کوئی علم دوست گھرانا اس سے خالی نہ رہے۔

کتاب نہایت خوبصورت اور نفیس شائع کی گئی ہے۔ کتابت بہت پاکیزہ اور طباعت عکسی ہے۔ کاغذ سفید استعمال کیا گیا ہے۔ سرورق خوش رنگ اور جاذبِ نظر ہے۔ کاغذ کی اس گرانی اور کمیابی کو دیکھتے ہوئے کتاب کی قیمت ڈیڑھ روپیہ کچھ زیادہ نہیں۔

(ہفت روزہ جماعت اسلامی [illegible]

مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۷۲ء [illegible])

الفرقان کی توسیع اشاعت کرائیے

اوّل آپ خود خریدار بنیں۔ دوم [illegible]
[illegible] ہوں۔ سوم کسی غیر احمدی یا غیر مسلم بھائی [illegible]
کرائیں۔ چہارم کسی لائبریری کے نام رسالہ جاری کرائیں۔

ایک مُبلّغ کے جذبات اور اسکی مصروفیات

عزیزم مولوی عطاء المجیب صاحب راشد لندن سے اپنے ایک خط میں مجھے لکھتے ہیں :-

"اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تبلیغ و تربیت کا کام بخیر و خوبی جاری ہے۔ گزشتہ دنوں ایسٹ لندن میں ایک چرچ کے ہال میں اسلام کے بارے میں لیکچر دینے کا موقع ملا۔ لندن کی جماعت کے ایک بہت مخلص اور پُرانے دوست مکرم عبدالعزیز دین صاحب بھی میرے ہمراہ تھے۔ چرچ کے ماحول میں ایسے مواقع پر اسلام کے بارے میں لیکچر کرتے ہوئے دل میں عجیب جذباتِ مسرت پیدا ہوتے ہیں۔ خاص طور پر جب ان در و دیوار کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی نوید سُنائی جاتی ہے تو دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہو جاتا ہے کہ یہ محض اس کا احسان ہے کہ اس عاجز کو یہ توفیق مل رہی ہے کہ مرکزِ احمدیت سے ہزاروں میل دُور باشندگانِ یورپ کو اس مامورِ زمانہ کی آمد کی بشارت سُنا رہا ہوں کہ جس کے دامن سے وابستہ ہوئے بغیر نجات کی توقع رکھنا اُمیدِ موہوم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے خود بھی تحریر فرمایا ہے کہ میرا پیغام دُنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور مغربی اقوام بھی زندگی کے اس چشمہ سے پانی پئیں گی۔ چنانچہ اس تصوّر سے کہ حضورؑ کی اس خواہش اور پیشگوئی کے ظہور میں خواہ نہایت حقیر اور معمولی انداز میں ہی سہی لیکن اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ یہ عاجز بھی شامل ہے۔ دل خدائے ذوالمنن کی عنایات کو دیکھ کر اس کے آستانہ پر جُھک جاتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ ایسی مسرّت اور ایک ایسا روحانی تجربہ ہوتا ہے جس سے سفر اور موسم وغیرہ کی سب کوفت یکسر فراموش ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر آنے والا تجربہ پہلے سے زیادہ روحانی بالیدگی کا موجب ہو، آمین۔ آج صبح بھی میں ایک کالج میں اسلام کے بارے میں تقریر کرنے کے لئے حاضر ہؤا۔ یہ کالج مشن سے قریب ہی ہے۔ وہاں صبح سوا نو بجے کلاس شروع ہوئی جس میں قریباً پون گھنٹہ تقریر کی اور بعد ازاں سوا دو گھنٹے تک اسلامی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں سوال و جواب کا نہایت مفید اور معلوماتی سلسلہ جاری رہا۔ الغرض تین گھنٹے تک کالج کے نوجوان طلبہ و طالبات تک پیغامِ حق خوب تفصیل سے پہنچانے کا موقع ملا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ تبلیغِ اسلام کی اس سعادت پر اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے"۔

ایڈیٹر صاحب الحق (اکوڑہ خٹک) کے نام مکتوب

(از جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی راولپنڈی)

"گزارش ہے کہ ماہ اکتوبر ۱۹۷۲ء کے شمارہ الحق کا مطالعہ کیا ہے اور اس سے قبل ماہنامہ زندگی کا بھی جو جماعت اسلامی کا رسالہ ہے اور پھر اس کے بعد ترجمان اہلسنّت کے رسالہ جات (ماہ اگست، ستمبر اور اکتوبر) کے شماروں کا بھی بغور مطالعہ کیا ہے۔ مگر جناب! بڑے درد بھرے دل کے ساتھ عرض ہے کہ ان سب کا اندازِ تحریر نہایت درجہ دلآزار اشتعال انگیز اور خلافِ سنّتِ نبوی معلوم ہوتا ہے۔

افسوس ہے کہ ماہِ رمضان المبارک اور ارشادِ نبویؐ کا احترام اور لحاظ بھی مدِّ نظر نہیں رکھا گیا کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان سے لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ نہ کرے اور نہ ہی ایک دوسرے کو کافر یا مرتد وغیرہ کہہ کر دل آزاری کرے۔

مکرمی! سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا ہمارے سیّد و آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضورؐ کے صحابہ کرامؓ بھی اپنے مخالفین یا منکرینِ اسلام یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ سے اسی طریق پر گفتگو فرمایا کرتے تھے جو یہ لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے خلاف بلا تحقیق اور بغیر سوچے سمجھے کافر یا مرتد وغیرہ دل آزار کلمات سے تقریر و تحریر کرنے میں مصروف ہیں؟

مکرم جناب! ہمارا ملک آجکل جس قسم کے بحرانی دور میں سے گزر رہا ہے کیا اس نازک وقت میں خصوصاً مسلمان قوم کے اندر اتحاد و یگانگت اور اخوّت و محبّت کی ضرورت ہے یا انتشار اور فتنہ سازی و نفرت انگیزی کو ہوا دینے کی؟ کیا ان لوگوں کی اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے ؎

جو کرنے کی باتیں تھیں ان کو تو بھلایا ہے
ہے قوم کی کیا حالت یہ ان کی بلا جانے

جناب مکرم! ہمارا علیٰ وجہ البصیرت یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ سچ، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچ اور کلام اللہ (قرآن مجید) بھی سچ اور برحق ہے۔ اور ہمارا اس پر بھی ایمان اور یقین کامل ہے کہ قرآن و حدیث میں وہ ساری پیشگوئیاں بھی سچ ہیں جو امام مہدی یا مسیح موعود کے بارے میں بیان فرمائی گئی ہیں کہ جن کی بناء پر آج تک مسلمان قوم اُن کی آمد کے لئے چشم براہ ہے (اس پر ایمان لانے اور حضورؐ کا سلام پہنچانے کے لئے) ——— مگر

افسوس کہ جب وہ موعود اور منتظر قرار دادہ نشانات و علامات کے مطابق عین وقت اور ضرورت کے مطابق ظاہر ہو گیا تو بہت قلیل تعداد کے سوا اکثر لوگ اس کو شناخت نہ کر سکے اور دولتِ قبول سے محروم رہ گئے۔ مگر ہم اے مکرم! اس محسنِ حقیقی خدائے واحد و یگانہ اور معبودِ برحق کے ہر آن شکر گزار ہیں کہ جس نے اپنے فضل و کرم کے ساتھ ہمیں امام برحق کو قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اور اس طرح ہمارے آباؤ اجداد جو صدیوں سے موعود مسیح نبی اللہ کے منتظر تھے ہم جو اُن کی اولاد ہیں وہ مقدس وجود ہمارے زمانہ میں ظاہر ہو گیا۔ خدا کے فضل سے ہم نے اس کو شناخت کر لیا اور حضور سید نورؐ کا وہ سلام بھی اس کو پہنچا دیا جس کی تاکید فرمائی گئی تھی۔ لیکن مکرمی! جنہوں نے اس کو شناخت نہ کیا وہ گویا نئے سرے سے پھر منتظرین میں شامل ہو گئے بالکل اسی طرح جیسا کہ قوم موسیٰ (خصوصاً یہود) ہزاروں سال سے الیاسؑ (ایلیا) نبی کی آمدِ ثانی کے آج تک منتظر ہیں کہ اس کے آنے کے بعد ہی مسیح آئے گا حالانکہ مسیح ابن مریم نے وضاحت فرما دی تھی کہ الیاس سے مراد یوحنا (یحییٰ) نبی (بپتسمہ دینے والا) ہے جو الیاس نبی کی خو بو پر آیا ہے۔ یہی ٹھیک ہے چاہو تو قبول کرو۔ تو یہود کے علماء نے صاف جواب دے دیا کہ ملاکی نبی کی کتاب میں تو ہمیں کسی مثیلِ الیاس کی نہیں بلکہ خود الیاس کی آمدِ ثانی کا وعدہ دیا گیا تھا اور یہ کہ (اے مسیح) تُو جھوٹ کہتا ہے (نعوذ باللہ من ذالک)۔ اور پھر اسی غیظ و غضب میں آ کر مسیح ابن مریم کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ مگر خدا نے اپنے وعدہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ کے مطابق صلیبی موت (یعنی لعنتی موت) سے اس کو بچا لیا۔ اور ۱۲۰ یا ۱۲۵ سال کی عمر میں طبعی وفات دی۔ مثیلِ ابن مریم حضرت مسیح موعودؑ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

یہ مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نامِ احمدؐ جس پہ میرا سب مدار

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا جشنِ پنجاہ سالہ

احمدی مستورات کی مرکزی تنظیم لجنہ اماء اللہ پر پچاس برس بیت گئے ہیں۔ اس سال اپنے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر پنجاہ سالہ یادگاری جشن منایا گیا۔ اور اس موقعہ پر لجنہ مرکزیہ اور لجنہ بیرون کی طرف سے دو لاکھ روپیہ اشاعت قرآن کریم کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ لجنہ نے اس موقعہ پر ایک نہایت شاندار مجلّہ بھی شائع کیا ہے جو بڑی تقطیع پر نہایت عمدہ کاغذ پر طبع ہوا ہے اور لجنہ کی تاریخ پر مشتمل ہے۔ لجنہ اماء اللہ اپنی عظیم خدمات کے لئے قابلِ صد مبارکباد ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صدر لجنہ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ مدظلہا کی عمر اور مساعی میں مزید برکات عطا فرمائے۔ آمین۔

اسلامی ڈیویلپمنٹ ایڈ

[عنوانِ بالا کے تحت جرمن کی ایک خبر رساں ایجنسی "پروٹسٹنٹ پریس سروس برائے کلیسیا" نے اپنی بلیٹن مجریہ دسمبر ۱۹۷۱ء میں "نصرت جہاں آگے بڑھو پروگرام" کی دلچسپ تفصیلات شائع کی ہیں۔ مکرم مسعود احمد صاحب سابق امام مسجد نور فرینکفورٹ نے اس کا ترجمہ جرمن زبان سے اُردو میں کیا ہے۔ جزاہ اللہ خیراً۔

(محمد اسمٰعیل منیر سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ)]

" اسلام کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اتنا وسیع وعریض امدادی پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ یہ پروگرام احمدیہ مسلم موومنٹ کے ذریعہ جاری ہوا ہے جس کا ہیڈکوارٹر ربوہ پاکستان ہے۔ یہ پروگرام جماعتِ احمدیہ کے تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے گزشتہ سال اپریل اور مئی میں مغربی افریقہ کے ممالک نائیجیریا، گھانا، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا اور سیرالیون کے دورہ کے دوران معرضِ وجود میں آیا ہے۔ انہوں نے اپنے اس پروگرام کا نام لیپ فارورڈ رکھتے ہوئے اپنی تمام دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت کو سکولوں اور ہسپتالوں کی تعمیر کے لئے چندہ پیش کرنے کی دعوت دی ہے۔ اس آواز پر سب سے زیادہ مغربی پاکستان میں لبیک کہا گیا ہے۔ ابتدائی مہینوں میں ہی اس تحریک کے خاص اکاؤنٹ یعنی نصرتِ جہاں فنڈ میں ۹,۳۰,۰۰۰ روپے جمع ہو گئے۔ اس عرصہ میں مغربی پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک سے دس لاکھ سے زائد وصول ہوئے۔ اور اس اثناء میں تین لاکھ اسٹرلنگ پونڈ کی وصولی بھی ہوئی۔ اسی طرح جرمنی میں نسبتاً چھوٹی جماعت کی طرف سے بھی دس ہزار مارک کی پیشکش کی گئی ہے۔

ورلڈ احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کے سالانہ اجلاس منعقدہ ربوہ میں ۲۷ ڈاکٹروں نے افریقی ممالک میں خدمات بجا لانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ جن میں سے اب تک ۱۴ (یہ تعداد اب ۱۸ تک پہنچ گئی ہے۔ ناقل) اپنے اپنے مقامات پر جا کر مفوضہ فرائض بجا لانے شروع کر دیئے ہیں۔ ان ممالک کے سکولوں میں خدمات بجا لانے کے لئے ۱۶۰ اساتذہ نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ جو عنقریب اپنی خدمات بجا لانے کے لئے ان ممالک میں پہنچ جائیں گے۔ (اب تک ۱۸ اساتذہ میدانِ عمل میں پہنچ گئے ہیں۔ ناقل)

اس اسلامی ڈیویلپمنٹ ایڈ کا نقطۂ مرکزی گھانا کا ملک ہے جہاں پر کہ فوری طور پر دس ہسپتال اور ۱۶ اسیکنڈری سکول بنائے جائیں گے۔

جماعت احمدیہ کے جرمن مشن کو ان ہسپتالوں کے لئے جدید طبی آلات جیسے ایکسرے کی مشینیں وغیرہ خرید کر بھجوانے کا کام سپرد ہوا ہے جو کہ جرمن فرموں سے خرید کر بھجوائی جا رہی ہیں۔

ایک اور اپیل میں جماعت کے سربراہ نے جماعت کے تمام خاندانوں سے اپیل کی ہے کہ کم از کم ہر خاندان کا ایک فرد اس ڈیویلپمنٹ ایڈ سکیم میں شامل ہونے کیلئے اپنے آپکو پیش کرے۔ اسی طرح پر طالبعلموں اور تعلیمی ماہرین کو تحریک کی گئی ہے کہ وہ کم از کم اپنی ملازمتوں سے ایک سال کی فراغت حاصل کر کے اس تحریک میں شامل ہونے کے لئے مغربی افریقہ کے ممالک میں جائیں۔

اس تحریک کا مقصد تبلیغ کرنا نہیں بلکہ مغربی افریقہ کے عوام کی ترقی کی دوڑ میں ممد اور معاون ہونا ہے۔

جماعت احمدیہ کے بیرونی مشنوں کے مرکزی ادارہ نے اس تحریک میں شمولیت کے لئے دو ہزار روپیہ فی کس ادا کرنے کی ایک خاص تحریک کی ہے۔ یہ رقم بھی مغربی افریقہ کے ممالک خصوصاً نوجوانوں کے لئے صرف ہوگی۔

جماعت احمدیہ کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مشنوں کے مرکزی ادارہ تحریک جدید کے شعبہ مال نے یہ بھی تحریک کی ہے کہ آئندہ ہر سال ہفتہ تحریک جدید منایا جائیگا اور تمام افراد جماعت اس ہفتے میں خاص مالی قربانی کرینگے جو افریقی ممالک کے لئے جاری کردہ اسلامی ڈیویلپمنٹ سکیم میں صرف ہوگی۔" (ماخوذ از رسالہ "Der Islam" اپریل سنہ ۱۹۷۰ء) ✦

مکتبہ الفرقان کی مفید کتب

(۱) مناظرہ مہت پور

شیعہ صاحبان سے چار مضامین پر تحریری مناظرہ سفید کاغذ قیمت دو روپے

(۲) تحریری مناظرہ

پادری عبدالحق صاحب سے الوہیت مسیح پر تحریری مناظرہ۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

(۳) بہائی شریعت پر تبصرہ

بہائیوں کی اصلی شریعت مع ترجمہ و تبصرہ

قیمت ڈیڑھ روپیہ

(۴) نبراس المؤمنین

سو احادیث نبویہ کا سلیس ترجمہ و تشریح۔

قیمت پچاس پیسے

(۵) القول المبین

فاضل مدیر الفضل نے اپنے تبصرہ میں اس کتاب کے متعلق لکھا تھا:

"اس مسئلہ پر اس نمبر کو انسائیکلوپیڈیا کہنا چاہیئے۔ یہ نمبر ختم نبوت اور نزول المسیح پر حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔" (قیمت مجلد دو روپے)

نوٹ:۔ محصول ڈاک خریدار کے ذمہ ہے۔

(مینجر مکتبہ الفرقان ربوہ)

ایک دواخانہ

جسے

خود حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۱ء میں اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے شاگردوں کے لئے جاری کیا۔

اس دواخانہ کی ایک برانچ

حکیم نظام جان اینڈ سنز

کی شکل میں ساٹھ برس سے خدمتِ انسانیت میں بہتر سے بہتر طور پر مصروفِ عمل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے شاگرد والد مکرم حکیم نظام جان صاحب اس دواخانہ کی سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی دُکھی مخلوق کی بہترین خدمت کی ہمیں توفیق بخشے۔

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز۔ گوجرانوالہ و ربوہ

الفضل روزنامہ ربوہ

الفضل ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار ہے۔

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے رُوح پرور خطبات، علماءِ سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔　　(مینجر)

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو

یاد رکھیں

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ھے

الفردوس

۸۵- انارکلی لاہور

مُفید اور مؤثر دوائیں

نور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کے لئے نہایت مفید
خارش، پانی بہنا، پھپنی، ناخنہ، ضعف بصارت
وغیرہ امراضِ چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ عرصہ
ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفہ المسیح اول رضی اللہ عنہ
کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ
پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا بچوں کا مُردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے
بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر
ہونا ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔

قیمت پندرہ روپے

خورشید یُونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گولبازار ربوہ - فون نمبر ۵۳۸

(طابع و ناشر :- ابوالعطاء جالندھری ٭ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

Al-Furqan, Rabwah.

Editor : **Abul-Ata Jalandhri**

DECEMBER 1972

REGD. No. L 5708

برطانیہ میں ماریشیس کے ہائی کمشنر سے جماعت احمدیہ کے ایک وفد کی ملاقات ۔

قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر کی پیشکشیں

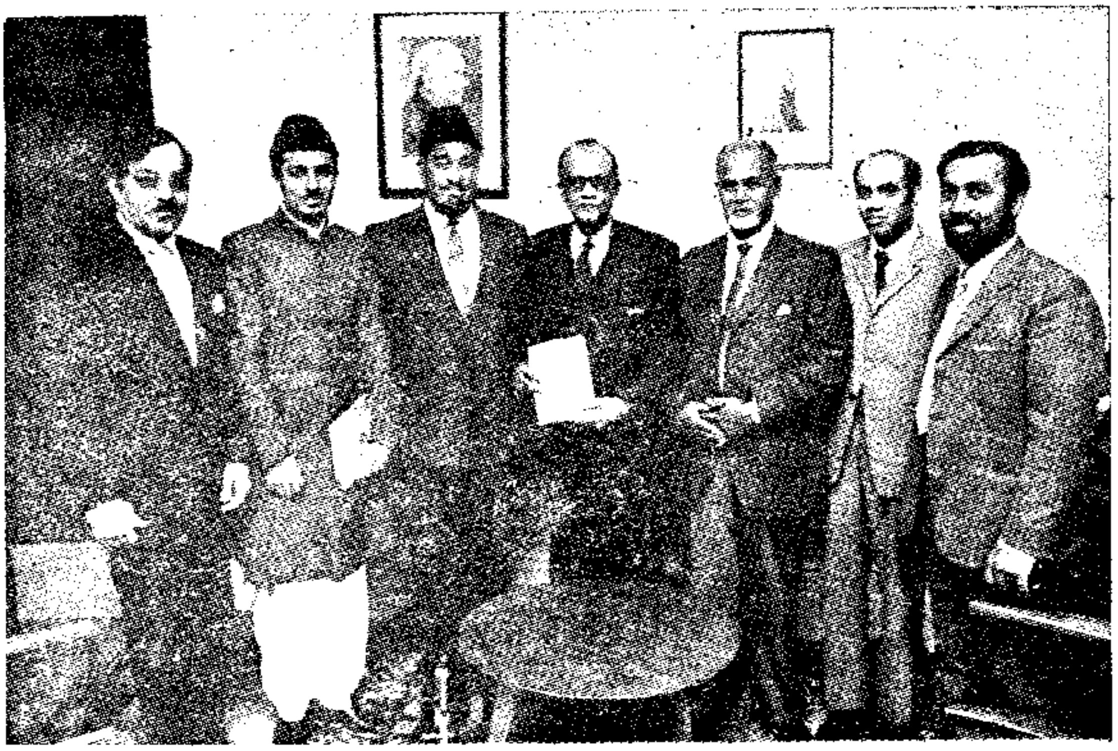

تصویر میں دائیں سے بائیں :-

جناب ہدایت‌اللہ صاحب بھنوں ۔ ہائی کمشن کے ایک کارکن ۔ جناب احمد یداللہ صاحب بھنوں آف ماریشیس ۔ ہزایکسی لینسی جناب سر" لیکراز تبلک ہائی کمشنر آف ماریشیس ۔ جناب بشیر احمد خانصاحب رفیق امام مسجد لندن ۔ جناب عطاءالمجیب صاحب راشد نائب امام مسجد لندن ۔ جناب مرزا حمید احمد صاحب

مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Peach Jam
Plum Jam
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور

ORIENT